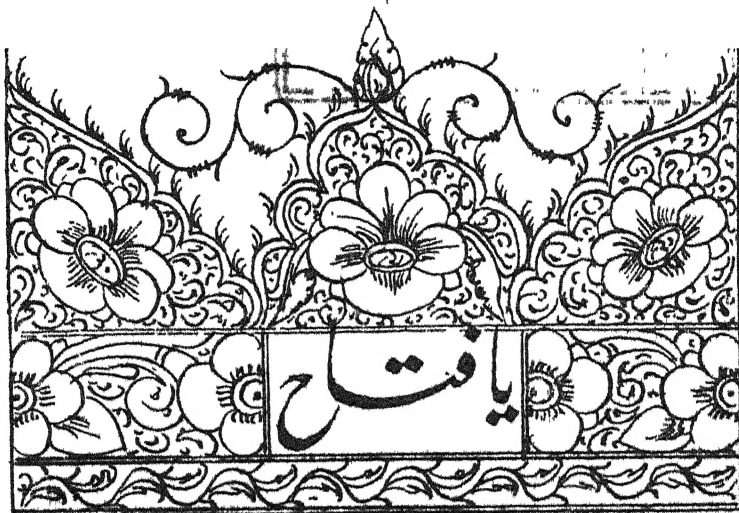


فَالرَّادِي مِنْ سَيِّئَاتِهِ  
الْعَلَّتْ فِيهِ لَامٌ بَعْدَ

[illegible]

و ششم خانم طاهره زوجه اولی ناصر خان عالم نویسی که اصلش بی بی فاطمه السمرقانی است  
حضرت مولانا ابوالویس میرزا میرزا محمد باقر خان عالم نویسی که اصلش از آذربایجان است

وَمِنْهُمْ مَنْ يَدْعُو إِلَى الْفِتْنَةِ وَيُرِيدُ الْإِسْلَامَ فَأَنزَلْنَاهُ فِي الْقُرْآنِ لَعْنَةً عَلَيْهِمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا عَظِيمًا



# یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## محمد باری تعالیٰ غلامی

نکارندہ نقشِ عرشِ برین  
تو ہے آفرینندہ انس و جان  
تیرا ذکر گنجِ بیستہ معرفت  
تیرا نام داروئے دروغِ علیل  
مریضوں کو صحت تیرے نام سے  
تیرا ذکر نورِ چہرہِ مبین  
تیرا ذکر ستارہٴ آسمان  
تیرا ذکر جوہرِ تزلزل کیساتھ  
لہین دیوین ہے کہین حورین

تو ہی ہے خدائےِ جهان آفرین  
تو ہے پادشاہِ زمین و زمان  
تیرا ذکر آئینہٴ تمکنت  
تیرا نام نامی شفا کے علیل  
ضعیفوں کو قوت تیرے نام سے  
تمہارا ذکر آرامِ جانِ خرمین  
تیرا ذکر نثارہٴ عارفان  
تیرا ذکر نورِ تسلسل کے ساتھ  
لہین نارمین ہے کہین نورین

کہیں سیکھ میں تیرا شور و شر  
 کہیں ہے کلیسا میں رونق فضا  
 حرم میں کہیں ہے کہیں دیر میں  
 تو سب میں ہے سب تیری قدر کا اکیل  
 تصور تیرا معرفت کی دلیل  
 تبسم تیرا صرف مسرات جان  
 شیونات میں تیرا لطف مزید  
 نباتات کی تجھ سے نشو و نما  
 تیرا ذوق خمیہ معرفت  
 کبھی صوت بھل میں قربت تری  
 کبھی تیرا شائون میں کلام  
 کبھی کوس کا و سیون کی صدا  
 کبھی ذکر مشائیون کا ہے ساز  
 کبھی شریقیون سے لگاوٹ تجھ  
 کبھی قطرہ کو آب گو ہر کرے  
 کبھی روم میں ہے کبھی رام میں  
 کبھی تیری صدیقیون پر نگاہ  
 کبھی تیری زر و شتیون تپڑ  
 کبھی جبریون کا تجھے اختیار

کہیں تنک میں تیری زیب و سہ  
 کہیں کعبہ جان میں جلوہ تیرا  
 تماشے میں گاہ گہرہ سیر میں  
 ہر ایک شے میں ہے تیری منت کا اکیل  
 تغیر تیرا غیریت کی سبیل  
 تکلم تیرا وقف زیب مکان  
 مقالات میں تیری گفت و شنید  
 جمادات کا تو سبب بر ملا  
 تیرا شوق پیما نہ معرفت  
 کبھی غنچہ و گل میں رنگت تری  
 کبھی تیرا عیسائون میں مرام  
 کبھی نابے نا تو سیون کی فدا  
 کبھی منکر صدیقیون کا نیاز  
 کبھی غریبون سے ملاوٹ تجھ  
 گھر کو کبھی زینت سر کرے  
 کبھی شام میں ہے کبھی بام میں  
 کبھی تیرا زہد یقیون سے نباہ  
 کبھی بت پرستوں سے چمکو خبر  
 کبھی تدریون سے تجھے گمراہ

و جو دی شہودی سے کہ کشف راز  
 بنجم سے سطوفت کہ مثل بدر  
 کبھی لفظ زماں کی گفت گو  
 کبھی شکل حنا راج تھی بر ملا  
 کبھی ہنستان زحل کا جراب  
 کبھی ہے زکوٰۃ اور دعوت کی رسم  
 کبھی درس و تدریس کا سلسلہ  
 کبھی نوحہ بین وقت سکنا ہے  
 کبھی تخت حکمت پہ نوزگاہ  
 فرايض کے قسمت میں مفہوم کہ  
 معانی سے معلوم کہ شکل سیم  
 کبھی سیت معلول علت فرا  
 کبھی تہ کو صغریٰ سے ربط تمام  
 کبھی تیری عباسیوں میں چمک  
 کبھی حشر اجساد کا دائرہ  
 کبھی صلح جو میں صداغ نوال  
 کبھی سوئے معروف و مجہول ہے  
 کبھی کیسیا میں ہے بر تو فلک  
 کبھی تیری انجیل میں برتری

کبھی ملحدوں سے تجھے سوز و ساز  
 ہندس سے مانوس کہ شکل قدر  
 کبھی حرف جفتار سے دو بدو  
 کبھی حنا کیسہ و اخلا  
 کبھی ہنقران مہ و آفتاب  
 کبھی طرزا فسون غریت طلسم  
 کبھی ضبط و ترغیب کا زانچہ  
 کبھی صرف میں صرف حرکات ہے  
 تفوق پہ منطق کے کہ رسم و راہ  
 مصرح معالی میں معدوم کہ  
 طبعی میں کہ مثل عقل سلیم  
 کبھی سوئے اعراض جو ہر منہ  
 نتیجہ سے کبریٰ کے کہ تجھ کو کام  
 کبھی تیری شمسایوں میں جہلک  
 کبھی شکل برزخ میں حیرت نما  
 کبھی جنگو میں نوازے جدال  
 کبھی ثبت طرز مفعول ہے  
 کبھی نیپا سے ہے تیرا چلن  
 کبھی تیری مصحف میں جلوہ گری



<p>تربور اور توریت میں ہے کبھی تیرا نام ہے ارحم الراحمین تیری ذات بے نقص و بے عیب ہے تجھے جانتا ہے وہ مرد دلیر نبی وہ تیرا تو ہے اوس کا خدا</p>	<p>صحائف میں کہ تیری حق گسری تیرا نام ہے احکم الحاکمین کہ تو مالک الملک لاریب ہے کیا نفس سرکش کو جس نے کہ زیر اگ تجھے وہ تو نہ اوس جدا</p>
---	--

### نعت سید المرسلین

<p>نبی جی تیری بھی بڑی شان ہے مفسرِ محدثِ فقیہ و امام تیرا نام ہے زبیرِ محرابِ جان تو مصباحِ مشکوٰۃِ ایمان ہے تمنا تیری رونقِ آرزو تیرا عکس نورِ مہ و آفتاب جہلک تیری چشمِ چرخِ فلک تیری فردِ تمکینِ عالمِ مقام کتابِ آطی تیرا حاشیہ تیرا ذرّہ لطفِ خورشید ہے شبا عانِ روم و دلیرانِ شام غضبِ مین تیرے لطفِ مستور ہی</p>	<p>بڑے مرتبہ کا تو انسان ہے ادا پر تصدق تیرے صبح و شام تو ہے زینتِ کعبہ مقبلان تصویر تیرا منظرِ قافان ہے طلب تیری جانِ سرِ جستجو تیرا نورِ زینبِ دہِ درِ ناب پہلک تیری آرایشِ مردِ مک مجلّا مصفاً مطہراً تمام خطابِ مکہ ای تیرا پر توہ کرم تیرا انعام جاوید ہے تیرے نام سے کانپتے ہیں تمام کشش تیری محرابِ مغرور ہی</p>
--	---

خدا کی خدائی میں تواضع گیر  
 نرا اعلیٰ تیری دج نرالی ادا  
 ہوا جب کہ تجھ کو یہ امر خدا  
 زبان سے لیا تو نے اپنی وہ کام  
 سجا کو س اسلام ہر چار سو  
 کیا تو نے عرش برین دم میں  
 اشارہ تیرا ہمت مرسلان  
 وہ تیرا تو اس کا نہیں لہجہ  
 گل و غنچہ و برگ و بار چمن  
 ہر ایک نخل شمشاد و سرور و ان  
 تیری شان شان فلک بلند  
 میرا اوج موج در شاہوار  
 حمایت تیری مصیبت کی پناہ  
 تیری سعی مشکور نقش مراد  
 جو تجھے ملا وہ خدا سے ملا  
 رضا تیری خوشنودی کبریا  
 صحابی تیرے جتنے ہیں بر ملا  
 ابابکر سے دین ہوا آشکار  
 عمر نے کب دین آراستہ

ہے ایک سکہ پر نام شاہ وزیر  
 نرالا کرشمہ نرالی صدا  
 کہ اب حرف توحید کو کربدا  
 کہ قصہ کیا کفر ہی کا تمام  
 ہوئے پائمال تصرف عدو  
 تو معراج مومن کا مقصود ہے  
 کہ بایہ تیرا زور پیغمبران  
 کھان پونچے اس کل کو جزو ملک  
 گلاب و گل و نرگس و نستین  
 تجھے جانتے ہیں سرسوران  
 تیرا مرتبہ رتبہ ارجمند  
 تلاطم تیرا بحر عصیان کپار  
 عنایت تیری زیور غدر خواہ  
 کرم تیرا آرایش لطف و داد  
 جو تجھے پھرا وہ خدا سے پھرا  
 وفا تیری بہبودی دوسرا  
 وہ لاریب ہیں نجم چرخ ہدا  
 کیا سارا اسلام باغ و بہار  
 رو باغ عالم کو پیرا ستہ

<p>خرابی و گمراہی و کج روی          مٹی اور گئی اور سید ہوا          ہوا اون کا جب عہد رفت تمام          انہیں بھی رہا اتب ساع نبی          ہوا جبکہ اون کا بھی لبریز جام          غرض تھی یہ سب یار غار نبی          شہنشاہ حسین پور علی          انہیں سے ہے زیب گلستان          یہ ہیں باعث رونق خاص عام</p>	<p>خس و خار صحرائے کفر و بدی          اوڑا اور جلا بن مصفا ہوا          ہوا دور عثمان عالمیت تمام          دم مرگ تنگ کی وہی پیروی          تو بیٹھے امیر علیہ السلام -          حقیقت میں تھے جان شاربئی          یہ دو نو تھے نور نگاہ نبی          انہیں سے ہے ترتیب خلدین          خدا کا ہوا اپر درود سلام</p>
---	---

### سبب تالیف کتاب نایاب

<p>کسیدن میرے سامنے بر ملا          دلیری عثمان عالی و تار          تو یہ دل میں آیا کہ لکھون ذرا          اسی فکر میں تھا میں غرق سکو          میرے ایک جلیس انیس رفیق          وجہ وجہ جمیل و شکیل          میان عبد قادر خجستہ شعار          میرے پاس ہی نامہ قیصری</p>	<p>ہوا تذکرہ روم اور روس کا          مجھے جب یکا یک ہوئی اشکا          جو گذرا ہے اس جنگ کا اجرا          کہ کیجئے کھان سے یہ پیداشتوت          غریزہ و خلیق و لایق و شفیق          فوکی و فہیم و ذہین و عقیل          یہ کہنے لگے بھر تنگیں زار          کہ ہے جس میں تصریح اس جنگ کی</p>
--	--

زبان در بیان ہے لیکن کلام  
 غرض دیکھ کر اشتیاق فقیر  
 جو دیکھا تو درج گہر کی مثال  
 صنائع بدائع سے آراستہ  
 یہ ترکیب فاعل کا ہے سلسلہ  
 یہ تخمین خطی کی ترکیب ہے  
 یہ حرکات سکناات کی خوبان  
 یہ ہے صنعتِ صوری و معنوی  
 یہ تلیح و تلویح کا ہے عبور  
 وہ بین السطور اور وہ حاشیا  
 یہ ابرِ مضامین سے ہے کچھ بچا  
 قطع تو آرد لگا وٹ نہیں  
 کہیں عطف کا واؤ ہی جیت  
 زمینِ فلک کا نیا آسمان  
 صحیح انخیال اور دقیق المیہ  
 نہ کیوں کر کلام اس کا ہوئے بچا  
 جسے نظم میں ہو یہ حاصل کہاں  
 نہ کیوں خواجہ دین ہو وہ باتمیز  
 اگرچہ یہ ہے لکھنؤ میں بخان

کہ جس کا مصنف ہے عالی مقام  
 اٹھالائے وہ نامہ و لہزیر  
 جواہر سے بہتر وہ طرزِ مقال  
 ہر اک متن معنی سے پیرا ہے  
 کہ چوٹے نہ مفعول کا مدعا  
 کہ ہر قافیہ وقف ترتیب ہے  
 کہ ادغام میں جسکے لطیف بیان  
 کہ ٹپکے ہے جس سے دمِ میوی  
 کہ جس سے نکاتِ مطالب ہر دو  
 کہ ہنر تو دیکھا نہ ایسا سرسنا  
 کہ بر سے ہے جس سے در شاہدار  
 کہیں لغویت سے فلاوٹ نہیں  
 کہیں پر ہے حروفِ مشد و شکوف  
 کوئی حصہ نہیں اس فلک کا کھان  
 فصاحت بلاغت میں ہر بیت لیر  
 کہ جس کا مصنف ہے ذی مرتبا  
 نہ کیوں ہو وہ مردِ عدیم المثال  
 تخلص بھی جس کا ہو ناور عزیز  
 حقیقت میں ہر لکھنؤ کی یہ جان

دعا اپنی اُٹھ رہی ہے بھی  
رہے اس کے مقرون حسنِ عمل

رہے اسکا مثبت خطِ زندگی  
نہ ایمان میں آئے گا بے غل

## حَسْبُ مَا لِخُود

مجھے چون خطرِ بط ہے پیچیدہ  
غبارِ غریزہ انِ ناخو استہ  
اگرچہ ہوں پابند رنج و محن  
اگرچہ علی گنج سے ہوں جدا  
سبب یہ کہ مدفون ہیں زیرِ مزار  
جو تھی عز و کنت میں زیبِ طال  
جو تھے عابد و زاہد و پارسا  
جو عزت گزینی میں تھے بیشال  
تھے ساداتِ عظامِ عالیہ مقام  
تھے اکثر مطیعِ نبی اور سے  
بہت اُن میں درویشِ جہاں مال  
تھے اکثر سخی و جبری و دلیر  
خیال اُن کا آتا ہے جب برِ محل  
جو باقی ہیں غویشانِ عالی تبدل  
رہیں ساکنانِ علی گنج شاد

شکستہ ہوں مانند بانگِ باب  
شکست درونِ سی ہی ارہا  
مگر ہے وہی زورِ حب و وطن  
مگر ہے علی گنج پر دلِ فدا  
بزرگان و غویشانِ عالی تبار  
جو تھے مائے علم فضل و کمال  
جو تھے مفتی و قاضی و بیرویا  
جو تھے خویون میں بدیعِ الجمال  
فقیر و محدثِ مفہم تمام  
تھے اُن میں سے اکثر ولی خدا  
بہت اُن میں دانائی ماضی و حال  
تھے اکثر شجاع کے بیشہ و کشیر  
تو پھلو سے جاتا ہے دل ہی نکل  
دعا ہے رہیں وہ بہ عز و وقار  
ہر اک دل کی یادِ بزمِ آئِ مراد



نہیں لغو کچھ مینے اس میں کھٹا  
 کچھ اپنے بھی قابو کا سامان ہو  
 کہ بے جوہری میرا شیوہ نہیں  
 میسر ہے راحت کا سامان مجھے  
 مجھے بھی ہے حاصل سب غر و جاہ  
 کلہ فقر ہی تاجِ لیسہ روی  
 قناعت میری زیبِ فقر و جلال  
 ہوا و ہوس کا ہے لبرِ نیرِ جام

ستائش گری کب مرا مدعا  
 مجھے کیا اگر باپ سلطان ہو  
 ہے شکر خدا سے جہاں آفرین  
 طفیلِ شہِ فضلِ رحمن مجھے  
 پے حرمتِ فضلِ رحمن شاہ  
 میرے حال میں ہی مذاقِ شہی  
 تو کل میرا سلطنت کی مثال  
 کسی سے غرض ہی نہ مطلبِ کام

## اظہارِ درد

صدائے در اہون نہ بانگِ برس  
 نہ مینِ عزمِ سوز و نہ آہنگِ ساز  
 نہ جوئی زمینِ رہِ تمکنت  
 ہوس ہے مجھے مینِ ہوس کے لئے  
 نہ حرفِ تلی لوحِ مزار  
 نہ زمینِ دہِ حسنِ گیسو و حور  
 نہ آسائشِ دامنِ جستجو  
 نہ روئے ترقی نہ زیبِ فشار  
 نہ بھبرِ تبسم نہ بھبرِ مرام

بنایا مجھے کس لئے تو نویں  
 نہ گردِ روکار و انِ حجاز  
 نہ بوی گلِ گلشنِ معرفت  
 قفس ہے مجھے مینِ قفسِ کیلہ  
 نہ دارِ وی درِ دلِ بیقرار  
 نہ آئینہ دارِ تجلیِ نور  
 نہ آرائشِ خانہ آرزو  
 نہ رنگِ زمانہ نہ آبِ نگار  
 نہ بہرِ تکلم نہ بھبرِ کلام

نہ نچھیں صیاد وئی بھر دام  
 نہ گل میں نہ لبیل میں نہ باغین  
 نہ بھسرت نہ بھر طرب  
 نہ بھر صلوة و نہ بھر زکات  
 نہ بھر شراب و نہ بھر کربا  
 نہ بھر دعا و نہ بھر اثر -  
 نہ دشمن سے نہ دوست سے چھٹکام  
 بہت منفعل ایسی حالت سے ہوں  
 میری چشم پر غمیں چون ابر تر  
 جھڑی ہر گہری ابر رحمت کی ہی  
 کسی غم سے کم ہوں بسل نیم جان  
 کسی غم سے کم ہوں در دکا غمین  
 مگر ہے بھی آرزوئے دلی  
 مرا جذب دل ہوا اگر رہنما  
 جو ہو شوق منزل چلوں کمر بل  
 نہ ہو مانع راہ دور و دراز  
 سیر آرزو ہو قدم کی مثال  
 طواف حریم حرم ہو نصیب  
 ادائے مناسک سے دل شاد ہو

نہ زیب سحر ہوں نہ تزمین شام  
 نہ میں رنگ بو میں نہ میں داغین  
 نہ بھر مسبب نہ بھر سبب  
 نہ بھر حیات و نہ بھر حیات  
 نہ بھر عذاب و نہ بھر ثواب  
 نہ میں بھر سود و نہ بھر ضرر  
 نکلتا بنا یا گیا ہوں تمام  
 سرا فکندہ فرط ندامت سے ہوں  
 برستے ہیں اس غم سے آٹھوں پھر  
 گھٹا دود آہ مصیبت کی ہے  
 کسی غم سے کم ہوں شاکی آسمان  
 کسی غم سے کم ہوں خستہ دل خیرین  
 کہ دیکھوں کسی دن مزار نبی  
 تو کعبہ ہے دور اور نہ تشریف کی جا  
 نہ خوف فتنہ ہوں نہ بیم اجل  
 تھی کیسے زرنہ یہ برگ واز  
 کرسے دورے رہے سڑے قہصال  
 رہے بعد ہو مغفرت کے قریب  
 نہ جانے شوق آباد ہو

غبارِ رو کا رواں جسم  
وہ دیکھے مقدرِ مہین جو ہے  
سوئے روضہ ذاتِ پاکِ نبی  
ادا ہو بعدِ شوق طرزِ نماز  
رسولِ مظلّم کی دیکھے جملہ  
ضیاءِ بخشِ چشمِ بصیرتِ ضرور  
مدینہ کی ہو جلوہ گر کر و منہ  
صدائوں مہنی کی ہو بر ملا  
ملا یک ہی جس کو سنیں بر محل

پڑے دیدہ شوقِ مین و مہم  
حفا اور مروہ کی منزل ہو طے  
چلون وانسے با صد نشاط و خوشی  
تھکے ہر قدم پر جب مین بن باز  
میرے آنکھ سے جلوہ مردہ  
وہاں سے ہوا اطرافِ روضہ کا  
کبھی دور سے آئے گنبدِ نظر  
قریب آئے جسم کہ روضہ تیرا  
یہو چکر پڑ ہوں ایسی دغزل

## غزل

بڑے مرتبہ کا تو انسان ہے  
ہر اک آن پر تیری قربان ہے  
زمانہ تیرے زیرِ فرمان ہے  
تیرے در کا جبرئیلِ دربان ہے  
جو تائب کے کچھ بان پہچان ہے

نبی ہی تیری بھی بڑی شان ہی  
مفسرِ حدیثِ فقیہ و امام  
خدا نے کیا تجھ کو اپنا وزیر  
زمینِ بوس درگاہِ والا ہی عرش  
نگاہِ گرم ہو برائے خدا

## رجوعِ باسماں

ضعیفی میں زور جو انی نکر

ملکِ سلج پھلو انی نکر

کھان تیری قدرت کھاتیری تا  
 مٹا گردش روزگار کھسن  
 دکھا اپنی کچھ رفعت ظاہری  
 تیرے نابھین کا موجب زہام  
 عطار کو دے رسم تحریر خط  
 یزہرہ سے فرما کہ ای مستی  
 یہ کہ غور سے ای ہر زینہ کفش  
 اگر تیری تاکید ہو بر ملا  
 پئے پاسبانی بصد کرو فر  
 سپہدر ہے نام بہرام کا۔  
 رہے بہر پیغمبری ماہتاب  
 کرے ماہ پھر شاہ سے گفتگو  
 تجھے حق نے بخشا ہر روز کمال  
 تعجب نہیں ہے کہ از سعی ماہ  
 اگر تجھے خوش ہو شہ عدل داد  
 یہی ہے بھی تجھ کو راہ صواب  
 اگر شہ کو ہو فتح و نصرت نصیب  
 جو آوارگی سے ہو آسودگی  
 ضعیفی بین کار جو انی کرے

جو گردش میں دکھلائی راہ صواب  
 بنا ایک گلہ سستہ انجمن  
 منور ہوتا مجلس معنوی  
 تو کہ اون سے تدبیر حال تمام  
 مجبلی ہوتا ربط تنویر خط  
 تیری ہوشیاری کا اب قہر  
 کر آ رہتے کا دیانی دُرفش  
 وہل زن ہونا ہیہ پر بط کی جا  
 ہو کیوان کی جانب اشارہ کر  
 کہ سالار ایام ہے بر ملا۔  
 کہ ہے لایق ہر سوال و جواب  
 کہ اب تیرا اقبال ہو و بدو  
 کسے تجھے یار ای خفا جلال  
 فلک تجھ کو دی تمغہ عز و جاہ  
 طلب کرو ہی ہو جو تیری مراد  
 جو ہو باب عالی کا مفتوح باب  
 تو گردش سو تیری سکون ہو قہر  
 تو پھر دور ہو رنج فسادگی۔  
 بسر عیش میں زندگانی کرے

کسی گوشہ قصر میں جا کر  
میسر ہو کر تجھ کو یہ عز و جاہ  
تیری بھی کسیدن بر آئی مراد  
مگر لطف سے تیرے آرزو  
یہ کہنا کہ ایک نائب بیقرار  
عزیز دل خلق ہے بگیان  
نخواہان جاگیر و انعام ہے  
مرا خواجہ ہے اور تیرا غلام  
وہ رکھتا ہی خود پاس تیغ و سپاہ  
سپاہ عدو سوز کیا ہے بھلا  
جب اس فوج سے اپنی لیتا ہی کام

جہاں و گھر کا متاثر کرے  
تو ہر سر کو دیکھے زمین بوس شاہ  
کہ ہو پائے بوسی سلطان سی شاد  
کہ بعد اپنے میری بھی کچھ گفتگو  
ستم دیدہ گردش روزگار  
مگر ہے مخاطب بزند انیان  
نہ جو یائے توفیق پر واکرام ہی  
وہ عاقبت ترقی سے رکھتا ہی کام  
کہ اس بات کا ہے یہ نکتہ گواہ  
جو اس و خرد اور فکر رسا  
شجاعت کا کرتا ہے قصہ تمام

آفاز و استمان بہ مدح حضرت سلطان  
عبد الحمید خان صاحب خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

لکھنؤ مدح سلطان عالم پناہ  
سپر تصرف کا نجم الہدی  
سرگشتن معرفت کا ہی گل  
فضائے شریعت کا رنگ تیر

کہ ہے مخزن و معدن عز و جاہ  
زمین تصوف کا شمس الفحی  
حقیقت شناس رہ جزو کل  
ہوئے طریقت کا ابرطیہ



ولی خدا ناسب مصطفیٰ  
 بہدست گری شہِ بحر و بر  
 سیر بادشاہان گرون فراز  
 کرم اوس مکرّم میں پیدا ہوا  
 عجب ہے احوال سلطان دین  
 سرسہ پہ لیکن کمان زیب تلج  
 جو ہومہ کا اس ماہ سے اتصال  
 نہین قسطنطین ہی اس سے بلند  
 فلک بھر خدمت گری ہو دین  
 تجلی ہے سالِ جلوس سعید  
 لکھنؤن مرتبہ کیا شہنشاہ کا  
 تہیہ ستے لیکت قوتِ نوال  
 جہین پاسبانِ حریم حرم  
 سب اس کا ہے باعثِ عز و ناز  
 یہ وحدت میں کثرت کو ہر ترک تاز  
 ہر اک طرز میں اربعین کا چلن  
 مسبب نے پیدا کیا جب سبب  
 امیرون کا دل اور شیر و نکی جان  
 نکیون اوس کا راضی ہو ربِ نام

امیر عدو بند کشور کشت  
 یہ فرماتے ہیں سمدی خوش سیر  
 بدرگاہ او بہ زمین نیباز  
 ترسم کو دی خواتِ اقدس میں  
 کبھی تھر ہے گاہ ماہِ مہین  
 کمان دوشِ خورشید پہ تیج عاج  
 ہلالِ شبنم ہو بدر کمال  
 پھونچتی ہے بامِ فلک تک کند  
 کہ ہے تخت پر شاہِ آفاق گیر  
 شدش جاسے گوئی بعرضِ مجید  
 کہ ہے مروم چشمِ عالم میں جا  
 غضبناک ہے لیکت قوتِ جدال  
 کہن وید بانِ مزارِ صنم  
 جہت اوس کی محرابِ سوز گداز  
 تجلی ہیں امرا رراز و نیاز  
 ہر اک شے میں خلوت ہے درِ سخن  
 طرب اوس کو دی اور وہ بہ طرب  
 فقیر و نکی زینتِ عمر و نکی شان  
 کر ورون کا ہے پیشوا و امام

شجاع و کریم و حسیم و سخی  
 قوی اوس سے ہی پشتِ سلامیان  
 وراوس کا ہر گرجہ ہفت کشتیں  
 شریعت کا جلوہ طریقت کا نور  
 دمِ خبک شیران جو ہوزینِ بین  
 مچھٹ کر م اوس کا دستِ سخا  
 چلے تیغ اوس کی جو وقتِ غضب  
 کبھی مجھ پر غورِ نیان رو دنیل  
 ہر اک دست اوس کا یمنِ یسار  
 وہ دستِ یمین ہے گوہرِ شان  
 لہر اُس کے ہر وقت تیغ و تفتنگ  
 وہ رکھتا ہے سامانِ خباہتِ حال  
 جو گزرا ہے یونان کا ماجرا  
 کہ سرتابی گمراہ دیکھ کر  
 شجاعانِ جنگی نے روزِ دغا  
 نہ ٹھہرا جو پائے ثبات و قرار  
 تعاقب کنان تھے دلیرانِ رزم  
 سرِ قلعہ کوہ پہونچا غنیم  
 ہوئے پھر مقابل بہتیر و خدنگ

عطا پاش فرقِ ضعیف و قوی  
 جلی اوس سے ہے اخترِ شامیان  
 مگر پنج لوبت سے ہے سینہ ریش  
 حقیقت کی ضوہِ رفت کا ظہور  
 تو لڑ زمین آوی زمان و زمین  
 گہر دی کبھی کہ نہنگ و عنا  
 نورِ یامین پیدا ہو شور و غلب  
 پئے موسیان سایہ جب سبیل  
 گوئی کلفشان ہے کوئی غار زار  
 عدو کے لئے دوسرا بھم جان  
 نہ ہو منقلب تا کہین تاملِ تنگ  
 نہ رکھے کوئی شاہِ ماضی حال  
 بھی چار ہی دن کا ہے و افعا  
 شہنشاہ نے لشکر کو بھیجا اودھم  
 کیا قافِ تنگ بدخواہ کا  
 قوی دانے دشمن نے راہِ دار  
 کہ تھی منکشف حالتِ مزبور  
 اودھم سے گئی زد پہ فوجِ عظیم  
 ہوا پھر وہی گرم بازارِ تنگ

<p>             ہو اسینہ وقف خدنگ سنان              کہ سجھے سر کوہ بجی سیر گاہ              بڑے بے تکلف تیتیم کنان              کیا لشکر کفر نہ یرو زبر              ہوئی کشتہ و خستہ وقت ستیر              وہ آئے حضورِ شام کا مگبار              نہ قابو میں اودن کو رہے دیکھ کر              رہے تابدیر آپ پُرساں حال              بہت دیر تک چشم پر غم رہی              کہ ہو مطمئن غازیوں کا مزاج              سنا اور نہ دیکھا خدا کی قسم              رہے تا بہ محشر بدیم و تخت              رہے زیر عرشینِ سبکی جا              رہیں جس سے سر و جہن و ملک              مبدل ہو صلح سیروز مصاف              یہ گرگ و پلنگ و ہر گوسفند              رہے ہر کسی کو سرِ خطِ جان           </p>	<p>             قلم پھر ہوا بر سر امتحان              مگر دیکھئے ربط و ضبط سپاہ              نہ اندیشہ مرگ و نئے بیمِ جان              و بیرون نے سنیوں کو کر کے سپہ              ملی جب نہ اعدا کو راہ گریز              ادھر سے جو زخمی ہوئے بشمار              جو کی شاہ نے خستہ گانہ نظر              رہے دیر تک چشم بند خیال              بہت دیر تک بر سر غم رہے              پھر آخر دیا حکم بھر علاج              یہ شفقت یہ رحمت یہ لطف و کرم              آٹھی یہ سلطانِ فیروزِ سخت              بہ تعظیم و توقیر و لطف و عطا              رہے یہ ترحم بدورِ ملک              یہ ہے عہد میں اس کے نصابِ صدا              کئے جاہلین گرا ایک حجرہ میں بند              کسی سے کسی کو نہ چھوئے زیاں           </p>
--	--

بیانِ شب و دو و مانِ آل  
 شاہِ عثمان

رہو نہ کہ ایک پانچویں بنیال  
 کسی راوی نیک کا تو یہ بیان  
 کسی نے کھا ہے بے فکر سام  
 کیا راویوں نے بہت جملات  
 کہ سلطان عثمان غازی بنام  
 ہوا جب کہ وہ زینت افزائے تخت  
 کیا غم تنہا بر جسے بیان  
 جب ارخان نے کہنیا اپنی بیچ  
 پھر اُس نے یہ خاندان جبری  
 رہا سخت و اقبال جس کا غلام  
 کیا جس سے دوران نے بھلوتی  
 ہوا جب مراد خجستہ سیر  
 تو شاہ محمد مبارک نہ راہ  
 ہوا عہد میں اُس کے فتنہ پدید  
 جو تھا والے قسطنطنیہ شقی  
 دیا شہ نے لشکر کو حکم جہاد  
 ہوئی جنگ یکماہ اور بست روز  
 پھر آخر کو سلطان نے پائی ظفر  
 ہوا قتل قیصر بھی میدان میں

مخرج لکھون آل عثمان کا حال  
 یہ سب عیساں استحقاق سے بیگان  
 کہ نسل طورہ کا ہے انہیں نام  
 ولیکن انہیں امین ہرگز غلام  
 ہے ذی مرتبت اور عالی مقام  
 مرتب ہو اور وہ کاسا زورخت  
 بہت آئی جنگ قوی در میان  
 نصاریٰ مسلمان ہوئے بدریغ  
 ہے اب تک بائین دین گسری  
 لیا سنی متکور نے اور سنیے کام  
 ہوا دوسرا بھر حق گسری  
 ہلاک قصائی عدم رہ سپہ  
 ہوا زینت افزائے تخت مراد  
 ہوئے حملہ آور شقی و سعید  
 کہ رکھتا تھا سلطان سی کچھ کجری  
 کہ ہو مستعد بھر دفعہ نداد  
 بہت تنگ تھا لشکر خانہ سوز  
 ہوئی فوج بدخواہ زیر و زبر  
 مسرت ہوئی فوج سلطانین

عجب ہے یہ نیرنگی رنگِ دور  
کوئی خندِ زنِ ہوشالِ چین  
کوئی شاکی گنبدِ نیلگون  
کوئی زینتِ افزائیِ تختِ شہی  
کوئی صلحِ جوازِ رہِ عدلِ داد  
نہیں کارِ صلاحِ عمرِ روان  
اگر دور ہو آرزوِ حرصِ درون  
ہوا مختصرِ پادشاہِ جهان  
پھر اوس دن سے یہ گلِ زمینِ بھار  
دغا ہے رہے جب تلک ہر ماہ  
رہے جب تلک طرزِ رسمِ دیر  
رہے جب تلک دیدہ بندِ غیور  
گہر کی رہے جب تلک آبرو  
رہے جب تلک ذوقِ زندانِ است  
عبادتِ مابد کو جب تک شوق  
رہے جب تلک نغمہٴ بلبلان  
رہے میرے سلطانِ دیجاہ کا  
رہے جب فرسایہ چرخِ برین  
رہے اسکے صدقِ مینِ تابِ بھی شائ

کسی پر تلطف کسی پر ہی دور  
کوئی شکلِ غنچہ ہی بستہٴ دہن  
کوئی مدحِ سنجِ فضا کی درون  
کوئی بائمالِ عدوِ قوی  
کوئی مایلِ خنکِ شور و فساد  
ہر اک غرقِ بحرِ تحیرِ بیان  
رہے کجرویِ پائے بند سکون  
سیرِ سختِ بدخواہِ جلوہٴ کینان  
ہی اس باغبانِ گلستانِ زار  
رہے جب تلک یہ سفید و سیا  
رہے جب تلک دورِ چرخِ مسیر  
رہے جب تلک چشمِ مردمِ مینِ نور  
رہے جب تلک دورِ جامِ و سبو  
رہے جب تلک زریبِ بزمِ است  
ریاضت سے زائد کو جب تک ذوق  
رہے جب تلک رونقِ بوستا  
یہ اجلالِ اقبالِ صبح و سا  
وہی طرحِ تادورِ آئینِ دین  
بر آئے جو رکھتا ہوں دل کی مراد



پلا سا قیاسا غر لالہ رنگ خمار تئی پُر تگالی رہے	کہ دل بیٹھے بیٹھے ہوا ہی بہ تنگ غم و رنج سے قلب خالی رہے
--	---

## آغاز داستان فتنہ روم

<p>نہیں اک طریقہ یہ روزگار شبِ روز ہے گردشِ مہ و ماہ کسی کے لئے تاجِ شاهی تخت کوئی اسکے ہاتھوں کی آباد ہے کوئی اسکی الفت میں خندہ زنا مگر بومِ سیر ہے یہ چرخِ شوم ہر اک تجھ ہم بھر جو ریشہ سر چاہ لٹکا کے دلوں رُس جھٹتا ہے صیادے بچو بر۔ کبھی مثلِ زہرہ کے ربطِ کمال کبھی جونِ زحلِ فکرِ غارت گری کبھی یہ جسمِ نیلِ آثرونِ سخت اسی گردشِ چرخ میں یکبار</p>	<p>زمانہ کو دم بھر نہیں ہے قرار ہے اس کھلور سپید و سیاہ کسی کے لئے بر سر خاک رخت کوئی اسکے ہاتھوں کی آباد ہے کوئی اس کی الفت میں گریہ کن نہیں چاہتا خوش ہے مر بوم ہر اک اس کی گردش میں رنگِ گر پے تشنہ گان ہی بھی بج کن کہ ہے دام میں نہ لہری کا پیر کبھی مثلِ بھرامِ گرمِ قتال کبھی حیلہ دزدے ہمسری برنگِ فلاطون ہی میا زخمت ہوا فتنہ خفتہ پھر آشکار</p>
---	---

کہ اطرافِ بلغار و سرحدِ سرب  
 سر بوسندے بکوبہ سیاہ  
 ہوئے شکوہ جو روسی بدخاد  
 کیا طرزِ حکم شہی کے خلاف  
 تو سلطانِ عبدالعزیزِ دلیہ  
 ندیموں جلیسون کا جلسہ کیا  
 کہا سب نے جب تک نہ ہوگی نبرد  
 یہ ہو کر دیشِ روزگار کہیں  
 کوئی زینتِ افزائے تخت شہی  
 نہ جب اس زمانہ سے دیکھی وفا  
 جہان سے ہوا خود نہ جب بھرو  
 موافق جو تدبیر قسمت ہوئی  
 یہ تھی بے تکلف مرادِ جہان  
 سریشہ شاہِ عبدالحمید  
 یہ بیٹھا تو رک رک کے فتنہ اٹھا  
 مہ و خور ہوئی اسکی زنگت سے زرد  
 مگر فتنہ خیلِ دو جالیان  
 گئی روم سے فوجِ پھرِ حیدل  
 دلیرانِ روم و سرانِ سپاہ

ہر اک سمت کیا وادیِ شرقِ خوب  
 نہ کوہِ سیاہ بلکہ کوہِ گناہ  
 کہ بیدار کرتے ہیں رومی نژاد  
 ہوئے ملے سرگرم بھرِ مصاف  
 ہوئے صرف تدبیر و فکرِ سیر  
 سرانِ سپہ سے لبِ مشورہ  
 نہ ہوگی کبھی آتشِ فتنہ سرد  
 کوئی خوش کوئی ہی بحالِ محن  
 کسی کے نصیبوں میں گدی گری  
 عزیزِ جہان اس سے رخصت ہوا  
 برادر کے سر پر رکھا تلج زر  
 نصیبِ برادر یہ دولت ہوئی  
 کہ دی اس دلاور نے وادِ جہان  
 ہوا اس رونقِ فزائے جدید  
 فلکِ پشتِ خم ہو کے جھک جھکیا  
 کہ تھا خود شجاع و دلیر نبرد  
 اٹھا بعد چپے بجزِ عریان  
 سرِ کرشن تا کرے پائمال  
 گئے پھر تبیہ قومِ سیاہ

ہو کر حملہ آور جو عثمانیان  
 ہوا تیغ بران سے وقت نبرد  
 ہوا فوج گمراہ ہر وقت تنگ  
 شہنشاہ روس الگزندرجوان  
 دیر و شجاع و جوان مرد تھا  
 ہوا سن کے اس حال کی حاکمین  
 لیا غیر شاہوں سے بھی مشورا  
 جہم مل کے پھر ایک نامہ لکھا  
 جو ہو صلح ہم کو نہیں شوق جنگ  
 زمین ملک چاہوں نہ دوزخ مال  
 کیا جب کہ مضمون نامہ بگوش  
 بتا ایک گھڑ ستہ انجمن  
 ہوئے بھر تدبیر آراستہ  
 کھا ملکی ہر ایک نے عزیز باغ  
 تو قدم نصاریٰ سے یک بیکان  
 فرد ہو یہ ہنگامہ ناروا  
 پیر بران ہو گئے سرہ اوری  
 شہ ظلی سبحان عالی غباب  
 نہیں لگا کچھ تم سے پروا

قیامت ہوئی ایک بریادمان  
 سر قوم خون ریزہ سرب خورد  
 گیا ہمرہ جنگ ناموس و تنگ  
 کہ تھا قاف سی قاف تک حکمران  
 ہشتم شیر و گرز انگلی فرو تھا  
 لیا لشکر بیکران بھر کین  
 کہ تر کون کی ہے گو شمالی روا  
 کہ تر کون نے کی کجروی بر ملا  
 اگر جنگ ہو کچھ نہیں عار و تنگ  
 مگر مجھ کو منظور ہے گو شمال  
 تو کھایا بہت خون سلطان جوش  
 معطر ہوا جس کی بو سے چین  
 جوانان ذی عقل و نو خاستہ  
 جو منظور ہو ہوئے بد سو فراغ  
 کیا جائے اس ملک پر حکمران  
 نہ اٹھے کبھی تختہ بر ملا  
 تو ہم سے نہیں چارہ یادی  
 گئے کھنے کھا کھانے کیون پختاب  
 کہ اپنا ہے پاری رسا کرو کار

خدای ہے اپنی غرض نپا کام  
 مجھے چشم پاری ہی اللہ سے  
 نہ پابند ایما ہے ایسا سرا  
 کھان ہے وہ عہد اور پیمان خاص  
 ابھی تک ہمیں ہی خیال ونا۔  
 عیان سلطنت کا رہا دوسے کام  
 کیا تیغ سے سر بلند و نکو پست  
 کیا جس نے یان دعویٰ خود سری  
 چمکا جس کا فرق لب سوویہ  
 عدو کے لئے ہی پیمان راہ تنگ  
 سنے جب یہ گفتار شاہ زمزم  
 ہراک اپنی جا پر گئے نرم نرم  
 ہوئی اکثر تندر کو بھی پختہ  
 نہ سمجھا کہ وہ تو خصال بلند  
 نہ جانا کہ وہ کو کب خانہ تاب  
 نہ جانا کہ پیشیہ رحمت  
 نہ جانا وہ اسکندر فیلقوس  
 مگر کہ کچا اتحادہ آتنگ جنگ  
 ہوا جبکہ اندیشہ عزم جزم

کہ لبریز ہے یان تمنا کا بام  
 مجھے شہر یاری ہے اللہ سے  
 نہ وابستہ غیر شکوہ مرا  
 کھان ہے وہ دین اور ایمان خاص  
 کہ برعکس آئین دین ہے جفا  
 کہ ایک تیغ اور دوسرا لطف عام  
 گیکانہ ہوئی لطف سے خود پرست  
 نہ باقی رہا خود نے سروری  
 تو اوس کو عنایت ہوا تاج زر  
 نہیں دو ستون کو کوئی عار تنگ  
 پریشان ہوا جلسہ انجمن  
 ستاری کھان جبے خورشید گرم  
 زبس غرق حیرت رہا بیشتر  
 عجب کیا جو چھوٹی ہی بیم گزند  
 تجلی ہے چون سائے آفتاب  
 گمان رسن ہی مال کسب  
 مسخر کوئے گریون دیوروس  
 تکلف تھا یا باعث عار تنگ  
 کیا ترک میل شہستان بزم

جہا کیا ساز اسکندر ری ادھر سے شہنشاہ گرد و رکا کوئی اور بھی جام میناے مے لکھن کیف میں حال خباک عظیم	کہ تھا دعویٰ پلہ اختری - ہوا صرف سامان نصرت ماب پلا چھکواس ساقی نیک پے کہ ہو دور آخر جھے دور میم
--	---

## آفاق جنگ روم وروس

دو جہت پید سالار شکر ہوئی ہوئے دونوں آئینہ آبرو بنا ایک سفند یار دلیر بنے دونوں چون شمعہ نظار ہے دونوں صیاد ماہی ربا دو لشکر روان پھر ہو بھکین دو لشکر بنے لطمہ موج یم دو دونوں جو تھی مثل کوہ گران ہوا ایک بلتار میں نیمہ زن کسی نے لیا لشکر بے شمار جو تھے بد سگالان سلطان دین	دو جہت پید عزم سکندر ہوئے ہوئے دونوں گنجینہ آرزو ہوا ایک چون رستم شیر گیر کہ ہو مثل پروانہ عالم نثار کہ تاشت پھلے ہو سکی رہا محک ہوا آسمان وزمین - دو لشکر بنے روکش سیل رم ہوئی دونوں دونوں طرف موج کیا دوسرے نے پلہ نہ وطن کسی نے کیا اپنا غیر و نکو یار ہوئے الگ نذر کے یار و معین
--	--



جو تھے قوم تیرہ کو گزشتہ سخت  
 جو تھے شیر چشم خانہ خراب  
 یکا یک سنا فخر روم سے  
 اُمت نے لگا کر تیرہ سخت  
 مگر شاہ نے با تحمل تمام  
 نہ ایوان میدان کی جانب بڑھا  
 ولے شاہ سے بھر عبد الکریم  
 کہ تو ہمرہ لشکر بکیران  
 ملا حکم دربار سلطان جب  
 ہوئے اسکے رہبر گویا جبریل  
 ہوا مثل آتش بلند کی گرا  
 بہ تاثیر سیلاب آسن بربا  
 دلیران رومی ملے بر ملا  
 وہ بر سایا باران توپ تفنگ  
 رہا چند مدت یہ دستور جنگ  
 جو دیکھی یہ طرز و لیر کی روم  
 بنا پا عرض ایک جبر بلند  
 مراحم نہ ترکان رومی ہوئے  
 نہ تیر و کمان سویا اپنا کام

اقامت گزین وہ ہو کر بخت  
 گئے چوڑوہ جلوہ آفتاب  
 کہ سختی ہے بیداروی شوم سے  
 ملا بحر عمان سے سیلاب سخت  
 رکھا مثل پرکار مرکزے کام  
 چو کہہ گران ایک جا پر رہا  
 ہوا اذن خصمت بہ جنگ عظیم  
 ہو دنیوب کوشل درباروں  
 ہوا یہ عہاد قرین طرب  
 چلا مثل موسیٰ سوئے رود نیل  
 نہ بیٹھا اوٹھا بلکہ دو قضا  
 ہوا ہوش گم لشکر روس کا  
 وودریائے آتش ہوئی موجزا  
 گئے بھاگ صحرا سے شیر و لنگ  
 نہ بدلا کچلہ بس با ظاہر کارنگ  
 ہوئے غرق بحر تجر وہ شوم  
 کہ لشکر کو چھوٹے نیم گوند  
 بہ تدبیر خاموش و ساکت رہے  
 نہ قصہ کیا روسیوں کا تمام

غرض جبکہ دیکھا سکون و قرار۔  
 گئے بحرِ وقت سے جب گزر  
 رعایا کو پا مال ابد کیا  
 پے برگ گلشن کو غارت کیا  
 نگاہِ غضب کو بڑھایا کئے۔  
 لیا شیوہِ جہر و غارت گری  
 کیا لشکری نے جو تارِ کشت  
 نہ یہ جہر اہل وفا پر کیا  
 میاں آئی نہ شہِ منگی  
 تا سرف کہ اس ملک گیر پیمان  
 تا سیف کہ خود ملکِ راست کین  
 رہا ہم سے عدلِ انصاف داد  
 اگر دعویٰ اکبر الٰہی کرے  
 بنا آپ ہی جبکہ اگر و پانگ  
 رہے قول استاد کا جو خیال  
 میاں ارکس را ایک حزلہ  
 قیامت میں اُس شہِ سی ہوا زہر  
 او ہر بھی ہر ساتی و لنواز  
 وہ مئے دے کہ بے نیر ساغرِ رازی

ہوئے پل کیا نیسبے روی فرار  
 تو ظلم و اذیت پہ بانہی کمر  
 غریب اور مسکین کو صدمہ یا  
 پے داغِ خرمین کو غارت کیا  
 پناہ سبب کو گھٹایا کئے  
 مٹایا نشانِ سروری  
 گیا جلجلی لیکے چوبِ کشت  
 ہوئے آپ ستوجبِ صدا  
 سخوفِ حسد از رہِ بندگی  
 کہدین ملکی ترکون کو پانہ آں  
 سرفوجِ ترکان پہ تہمتِ ہین  
 تو بس گم ہے دنیا و دین کی مراد  
 تو بہتر ہے سلطانِ بشارت  
 کیا قافیہ اپنی رحمت کا گنگ  
 یہ فرماتے ہیں حدیٰ نورِ نقال  
 کہ سلطانِ ثبانت و عالمِ گلہ  
 کیا جس کا رچان کو نہ رست  
 کہ ہے ابر کھفتے سوز و گداز  
 وہ خود دے کہ غمِ حد سے باہر ہے

# مفتابہ روم و روس

## در پلوتہ

<p>درینا کہ بھسہ تمنائے مال          یہ رفتار دوران ناپائدار          کسان کہینچہ تیر باران کرے          بچا اس نشانہ سے وہ ذیشور          کیا جنسے کچھ غرہ عز و جہاہ          ہوا ہی خودی سے لیا جنسی کام          یہ دنیا ہے بازیچہ کو دکان          تمنائے دنیا روون ہی تہر          بہت پادشاہان گروون تہار          بہت پادشاہان گروون کاب          بہت پادشاہان دارحشم          ہوئے اس کی خواہش میں آخر تنہا          بچا ہی رہے اس سے رب کریم          گزارش گردستان سپہر          کہ جب روسیان یہ کار و شہر          رعایا کو برباد و غارت کیا</p>	<p>حریصان منعم کو بھونچو زوال          کرے سینہ حرص و نخوت نگار          ہر ہفت بھونچو یہ انسان کرے          رہا مثل مرغ ہوا سے خود دور          سراسر ہوا وہ خراب تباہ          ہوا کام آخر کو اس کا تمام          یہ دنیا ہے اک جیفہ طالبات          کرے پادشاہون کو زیر و زبر          بہت پادشاہان ذی اقتدار          بہت پادشاہان عالیجناب          بہت پادشاہان خیل و خدم          نہ یک قبر میں لے گئے پرگ کا          نہیں اسکی لہجہ ہم امید و بیم          یہ کرتا ہے لوک زبان اپنی تیر          تہہ کر چکی خانہ و باغ و کشت          ہر ایک دل کو یک سنج تازہ کیا</p>
---	---

سنی جب کہ سلطان نویہ دارو گیر  
 و بیخبر دور کو کر کے طلب  
 کہ سالار عثمان خبک آزمائی  
 ہوا جبکہ عثمان کو یہ حکم شاہ  
 کیا ایک لشکر کو آراستہ  
 وہ لی اپنی ہمراہ فوج عظیم  
 وہ سب کاروان تو اعدا شناس  
 وہ تھی نوجوان ماموت پوش  
 تھے بھر عدو جبکہ حسب شکوہ  
 بفرسنگ آہنگ ناموس ننگ  
 پے صید و پنج سب درع پوش  
 سپہداری بصد گرفت  
 زراہ سے کیا بس ظاہر کوتنگ  
 ہوا باب عالی کی جانب دان  
 رہا جب مکان قرب پرتاب تیر  
 کہا اس نے مثل کمان تیر تند  
 سنا جب کہ صیاد نے دو بدو  
 ہما کی طرح ظل گستر رہا  
 نیایش گری اس کا شیوہ رہا

ہوا پر غضب سُنکے حال شریہ  
 دیا حکم لکھہ جلد فرمان اب  
 بہت جلدیوانی میدان کو جائی  
 کیا اپنی ہمت کو وقف سپاہ  
 پے خبک بدخواہ ناخوہستہ  
 کہ جس سے ہوا قلب شمشیر و نیم  
 تھے ایمان کامل میں محکم اس  
 بنجا گستری جامہ آتش فروزش  
 پیر از گزردم و مارمانند کوہ  
 بجنگ نہنگان تھے شیر و لنگ  
 تھی وہ مثل صیاد و امجد بدوش  
 سلاح و سلب کو کیا زیب بر  
 سراپا ہوا محمود دیدار خبک  
 کہ تا اذن ہو بھیج خبک یلان  
 ادب نے کھا ہو مودب دلیر  
 کہ تا خاک در سے نہ ہو صید  
 کہ آتا ہی شہباز جانِ عدو  
 بدیر آفرین خوان سرور رہا  
 ستایش گری کار غنقار رہا

نہ آیا جو لطف و مدار اسے باز  
 کفِ شاہ پر عزمِ بیعت کیا  
 بصدق و صفا از رہ کسبِ آب  
 یہ سمجھا کہ جب تک چو ٹیگی روم  
 رہے گا اگر خچر سیرت بدیر  
 غرض غنڈ لیب زبانی کر کے تیر  
 ہیون سبک سیر یہ ہو سوار  
 بلو نہ ہی بھونچا ز راہ صواب  
 کیا ایک محکم حصار بلند  
 شبان چاہے مرد و انشرف  
 کیا ایسا خندق میان حصار  
 گذر گاہ دشمن ہوئی پرگزند  
 مہیا کیا اس طرح ساز جنگ  
 وہ کی نصب ہر سمت توپ تیرگ  
 ہوئی آتش تھر تھر قنہ ز را  
 ملکوف و اسکوف ہلوف جون  
 سپہداران کے سوا بیشمار  
 لئے اپنے ہمراہ فوج گران  
 وہ تہی نیزہ بازی میں سب چیرہ

جھکا بھریا بوس گردن فراز  
 شہنشاہ نے اس کو خست کیا  
 گیا ماہ اور ہو گیا آفتاب  
 کبوتر نہ ہو دامنِ مرز بوم  
 تو نزع و زغن بھی ہون چنی سے  
 کی آراستہ فوج بھر ستیز  
 اڑاوانے مانند بانگِ نہار  
 قضا معنان تھی قدر ہم کا  
 کہ ترکون کو بھونچو نہ بیم و گزند  
 کہ گرگ کہن بھی ہو جستی ستوہ  
 نہ ہو پار اندیشہ ہوشیار  
 نہ آہن سے بل سیم و زر سی بلند  
 نہ ہو منکشف تا کہین راو جنگ  
 کہ ہو جسطح اتر دہانے سترگ  
 کیا اس نے بھی عزمِ پیکار کا  
 ہوئے مستعد بھر خیم یلان  
 نہ صد فی دو صد بل نہراں نہار  
 عنان در عنان و سنان و سنان  
 کرین دم میں بھراں گردن کو تہ

وہ تھے جملہ شیرانگن و شیرگیر  
 کیا سب سے تہ پون کو پیش سپاہ  
 ہوا پھر یہ حکم شہنشاہ رس  
 بلوئے پر یکبارگی ملکی سب  
 اگر ارمنی یا کہ مہو سہرمنی  
 ہر ایک ترک تازی میں کھڑے  
 خیالات ناقص میں دوقفہ زار  
 ہوا اگر مہنگا نہ کارزار  
 اڑا کوئی مانند زیب نگار  
 یہیں دیار اون کا دھبہ  
 ہوا تیرگی زایہ و دوسپاہ  
 وہ اٹھ اٹھ سکے بیٹھا غار میں  
 کبھی سوئے خندق تھا اُنکا گذر  
 کبھی ایک آواز میں لاکھ فیر  
 ادھر بھی یہ ترکان طاعت گزار  
 وضو خون دل سے بنائے ہوئے  
 کبھی تھار کو ح و سجود دیا  
 کبھی گرم سخی طواف جہات  
 کبھی جھکنا محراب شمشیر کو  
 کرین دم میں شیردن کو قتل و سیر  
 کہ تا ہونہ دشمن کہیں سدا راہ  
 کرد حملہ دشمن پہ چون اشکبوس  
 گرو بھر تخریب جان طرب  
 شکستہ ہو بازوئے آبرمنی  
 ہر ایک جست خیزی میں چور و <sup>نفس</sup>  
 حتی سب ہمد و ہم تنگ و ہم صدا  
 بڑا ہا اور گٹھا مدعائے نثار  
 رہا کوئی چون موح غم برکنار  
 ہو چون کسان گاہ مانت تیر  
 زمانہ و ہومین کی گہٹا بن گیا  
 کہ اشکال چون نقش پانگین  
 کبھی حتی حصار برین پر نظر  
 کبھی ہزنگ و ددین تھا غم  
 بکار خداوند مصروف کار  
 پئے سجدہ گردن چھکائی ہوئے  
 کبھی تھا قیام و قعود دراز  
 کبھی نہ یہ مجر صلوٰات و زکوات  
 کبھی کہیں با تگ تکبیر کو

<p>کیا کام چوز و ترکیبے نے۔          کھل کر ہوئے ترک مصر و ملک          دو لشکر ہوئے جبکہ سرگرم کین          دہنی لگا آسمان کہن          خیالوں سے معدوم تھی بڑی          کوئی سوئے جنت روا نہ ہوا          وہ روشن ہوئی آتش روم          ست سر قومی دست پرورد          مگر ترک جنگی ہوئے چیرہ ست          بھان تو یہ تھا حال رزم بلا</p>	<p>نہ ہرگز دکھایا وہ شمشیر نے          کہ تیرون کو تھا پاننا مونسنگ          ہلی اوس کی بھونچال سو ورتین          لرزے لگا برگ و بار چمن          غمی سرے تھا دعویٰ سرورنی          کسی کا جہنم تہکانا ہوا          ہوئی رزم گہ قبلہ گاہ مجوس          ہوئے آب پیکان غازی سرور          دلیران رودی نے کھا شکست          سناؤں اد ہزار کی داستان</p>
---	--

تخریبیں شہنشاہ زار

بجنگ و پیکار

<p>سنی اسے جب سختے کا زار          اڑا اسپ خوف ننگ قت پکار          ہوا گام فرسایمین و پیار          شکستہ ہی باز و محموانگی</p>	<p>یہ لپٹا کہ جیسے لپٹا ہو مار          گیا خیمے سے جانب قلب گاہ          یہ دیکھا کہ لشکر ہزار و ہزار          ہو مقطوع سب با فرانگی</p>
--	---



<p>             چمکتا ہوا وہ جلوہ آفتاب کو              پکارا کہ اے افلاک سپا کو              اگرچہ ہو سامان جنگ جلال              نہ پہنلو لباس زنان عروس              پلو نہ زخار اے نے بیتوں              بڑھا طعن طاعن جو شش غضب              اگر وہ ہیں آہن تو تم موج آب              کھایوں بہ یاری اقبال کجبت              اگر ہے یہ ہی گرمی رستخیز              بہت شدہ لطف و مدار کیا              وہ سب مضطرب اور کجاں تباہ              پلاساقیا اور جام شراب              وہ خود دے کہ گرد و نی ہو غم جنگ           </p>	<p>             دلیر دن کا ہے ابر نخت سحرا              مہیا ہے سب ساز و برگ پناہ              نہیں پھر بھی کچھ تم کو فکر مال              و گرنہ ہو معدوم سامان روس              ہوئے شل تیشہ کی کیوں نہ گول              ہوئی فوج مصروف تدبیر سب              اوٹھی موج ہو کار آتش خراب              مکر کر میں عزم پیکار سخت              نہیں ہی مہین جان دی میں گزیر              کرم پر کرم آشکارا کیا              گئے زر گدے سے نوتے خواجگان              کہ اس غم سے ہر دل کو مضطرب              وہ خود دے کہ خوشی ز تابان ہنود           </p>
--	---

## شب آمدن

### ور ز مگاہ

<p>             جہش نے کیا کم جو خاقان چین              وہ زاہد کش و مرد عابد فریب           </p>	<p>             بہتے مقید ہوئے نازنین              کہ بزم تجلی کو تھی جن زیب           </p>
---	---

<p> فلک دن کے جلوہ پہ مفتون ہوا  گما پھر کہ ادسا قی عقل و کل  وہ مے گم ہو فکر فرار و شیب  وہ مے دے کہ مستی ہی ہر بار و مور  وہ مے دے تیرہ ہی خاموش ہو  ادھر تو یہ تھا ذکر و فکرو نشاط  اڑا رخ سے جب رنگ امید گاہ  مگر خواب سے ہتا ہر اک تلخ کام  کوئی گم کئے ہتا قرار و سکون  خدا جانے فردا ہو کیا آشکار  سحر ہوزمین کی لکش بفل  کرے کون گلگون قبازیب تن  کرے کون دست قوی غرق خون  اسی فکر میں کوئی بیدار تھا  کہ دے یل تیرہ کو رنگ سحر  نیم سحر اور باد صبا </p>	<p> سرافراز بزم ہالیون ہوا  انجین بھی ہلا دے کوئی جام مل  وہ مے اور افزودن ہو سنا زب  رہے آشیانہ میں مثل طیور  وہ مے دے کہ ہر نیش چون نقش ہو  اودہ تیرہ گئی نے کیا ارتباط  ہوئی جا کے آسودہ یک سیاہ  کہ فردادہ ہی محسوس ہے پر زب جام  کوئی تھا اسی فکر میں سرنگون  خدا جانے ہو کون زار و نزار  فلک دی شجاعت کا کس کو بھل  کے ہو تنائے گور و کفن  خوش آئی کے جامہ نیلگون  نیا پیش گر رب غفار تھا  بھار چین ہو ہر ایک نقش پر  کھلائے گل آرزو بر ملا </p>
---	--

فتحیابی عثمان پاشا

سیہدار سلطان المعظم

جو فقہور چین کو رہائی ہوئی  
 رہا کچھ نہ اندیشہ پیش و پس  
 نہ وہ تیرگی شب پر گزند  
 چلے ترک یوں بھرا تنگ جنگ  
 اُدھر بھی جو انان روسی نژاد  
 وہ اُڈی سہ در میانِ شتر  
 گہٹا کی طرح چھائی میدائیں  
 ہوا ناخدا گرم پیکار سخت  
 بڑا مثل مصر سے بڑے عدو  
 کہیں چاہتا بانگ دہان بجائوش  
 کہیں پر تھی آد از طبل و درا  
 کہیں دار و گیر طیبان راز  
 ہو اگر مہنگامہ دستخیز  
 سر سر قرار ان روم اور روم  
 لرزے لگا عرصہ کار دار  
 چلی تیغ پر تیغ وہ مقفل  
 کیو کسی کا نہ آیا خیال  
 ہوا دوسرا جنرل نامدار  
 بہت لیسے فوج خجل و لیر  
 وہ کی آتش جنگ افر دست

تو دشمن کے دم میں صفائی ہوئی  
 نہ صوت درا اور نہ یا نگہیں  
 مقابل ہوا آفتاب بلند  
 کہ صحرا دریل سے شیر و ہنگ  
 ہوئے موج بن مثل سیل فساد  
 اڈتا ہی جسطرح ابر مطیر  
 گھری فوج غازی کی طوقان میں  
 کہ بیکار دیکھا جو کشتی کا رخت  
 ہوا فوج اشرار کے روبرو  
 کہ اڈ جائے آد از سے جگر ہوش  
 کہیں نالہای جرس کی صدا  
 کہیں پر کلید در فتح باز  
 ہوئے بند ہر سمت راہ گریز  
 بہم مل گئے مثل قرب نفوس  
 دسلے لگا قلب ناساز کار  
 کہ خون ہو گئے قربت آب گل  
 گستاخوار شہ نصال  
 اس ہنگامہ سخت سے ہوشیار  
 ہوا حملہ در مثل غرندہ شیر  
 کہ جیسے ہوا سنگین سوختہ

قیامت ہوئی ترکیو تین پیا  
 رہا جب نہ سامان جنگ جدال  
 ہر سان ہو کر نامہ اران روم  
 ادھر سے شہر الگ زندہ جوان  
 اوی دور بینین یہ آیا نظر  
 جو دیکھا یہ حال تباہ و زبون  
 ابلنے لگا آنسو دن کے مثال  
 سرین کو بجانا کہی دم بدم  
 اودھر فوج برسانی ہی گویاں  
 تعجب کہ تھا مثل زندان بست  
 گیا جب کہ جنرل سوئی شاہ روس  
 وہین فرق جنرل پہ بوسہ دیا  
 نہ سمجھا کہ یہ گردش روزگار  
 نہ سمجھا کہ از سعی بخت جوان  
 یہ دار عثمان جنگ آزمائے  
 آٹا جیسے اومتی غبار زمین  
 زمین پر گرا بھر عجز و نیاز  
 دعا کی کہ اسے قوت بکیان  
 ترا نقش انصاف عکس خیال  
 معتر امترا مبرا ہے تو

دل فسران سپہ بل گیا  
 پریشان ہوا غازی نیکفال  
 ہوئی یک بیکش کئی نخت شوم  
 سرکوه سے تھا نظارہ کنان  
 کہ فوج مخالف زیرِ قوبر  
 اچھلنے لگا جس طرح موج خون  
 مچلنے لگا مثل چشم غزال  
 کبھی رقص کرتا بشوق آتم  
 ادھر بیکہتا یہ کلمہ میکان  
 اس شکامہ سے وہ فہ خود پست  
 یفل میں لیا اوس کو شعل عوش  
 سزاوار اکرام مجید کیا  
 نہ چھوڑے گی یک طرز پر نہا  
 رہے بدر کیا بر کے درمیان  
 خرد مند دانادل تیر زاری  
 جہا جیسے چمکتا ہو چرخ پرین  
 ادا کی دو گانہ خدا کی نماز  
 رضا تیری ہے زور پیغمبران  
 تیرا عکس لطاف نقش کمال  
 منے مجھے مطلب ہے تو

وہ تھا جامہ سرخ زیر سحاب  
 برستے رہیں چشم چون ابرتر  
 سپہ مقتدی او وہ مقتدا  
 نیایش گری سے نہ آیا جو باز  
 صدرا حسنت آبی افلاک سے  
 خدا جانے تلوار سے کیا کھا  
 ہوا اسپ خوشتر نکپ وہ سوار  
 اڑا یا ہر ایک سمت میل زمین  
 گلے دریا رو گہے دیرین  
 کبھی تھا روان جانب شکوہ  
 وہ دوڑا پرے آسمان گیا  
 ہوا دوسری اسپ پر چھ سوار  
 چلایہ بھی اس کے قدم بر قدم  
 بنیوں سوم اور آیا دو ان  
 وہ تھا حسن میں گر طاد دم  
 وہ دم تھی کہ تھا نجم دنبالہ دار  
 وہ گردش میں تھا مثل چرخ

شفق میں ہو جلیح سے آفتاب  
 مگر اشک حسرت تھا آب گہ  
 اوہر سے اجابت ادھر دعا  
 اُمید نے تھی رحمت بے نیاز  
 اُٹھا مثل شمشیر کین خاکس  
 کہ کبیر کی دی صدا پر صدا  
 کمان گرز و شمشیر یک کن  
 سمون دلاور تھا باد صبا  
 فلک پر کبھی گاہ سوئے زمین  
 کبھی پیش ز قار صرستوہ  
 اڑا تیز ایسا جھانسنے گیا  
 دلیر جوان ان نام دار  
 کہ طے کر گیا دم میں راہ عدم  
 گیا پشت پر اسکے یہ بھلوان  
 مگر تھا حقیقت میں نوالہ دم  
 بنالیل تیرہ حد و کاغذار  
 وہ خوبی میں تھا میوہ مہربین

نہایت حسین تو سن شاہوار  
 جو دیکھا تو یہ آسمان بلب  
 گیا اس طرح جانب فوج ررس  
 تضاختی کمان اور قد چو خند  
 کبھی مثل برق درخشندہ تھا  
 کبھی تھا سوئے میمنہ گرم جنگ  
 کبھی پیش قدم پس گم رنگ ہوا  
 لیا تیغ بران سے وہ کار سخت  
 ہوئے سر جو تن کو تن ہی رنگ  
 ہوار دز محشر سیا بان میں  
 جو گرتا تھا رہ کے اسور فوج  
 کہ تھا بحر خون اس زمین پر ان  
 جھکی جب شمشیر خار آشگاف  
 سپر خود دو سینہ نیرن اور نیرن  
 ہزاروں ہر دم میں کئی قتل  
 سب سیر اس مبارک نفس  
 کوئی تیغ سے گر کہنیں بچ پڑا  
 اور اک جا براہیم بھرام زور  
 براہیم آذر کا گز گرمان

ہوا شہسوار او سپہ اشہوار  
 ہے زیر ستم اسپہ ہونک  
 کہ داماد و در حجلہ گاہ عروس  
 زمین پست اور چرخ گردن اتحاد  
 کبھی مثل گردون گردندہ تھا  
 کبھی میسرہ اس کے حمایت جنگ  
 کبھی قلب شکرین تھا بر ملا  
 کیا قطع اسوار کا ساز و خست  
 رہے بے تکلف کفن سے اک  
 کہ تھا حشر اجساد میدان میں  
 جنم میں ہاتا تھا بن کے موج  
 وہ سیلاب کش کا تھا اک پھول  
 اٹھا سر نہ پھر بھلا ف و کراف  
 تھا انبار ہر ایک کا بر زمین  
 گئیں بھول رو عین مقام ہدم  
 ستم قہر سے رد نہ تاپش پس  
 تو لیکل سپ جری نے کھا  
 سچھتا تھا دشمن کو مانند دور  
 بتوں کی طرح توڑتا استخوان

اور اک سمت کو غالب بشعور  
 سوار ایک سی سپہ کا دلیر  
 کیا مرد غالب بنے نیزہ کا وار  
 گیا نیزہ پشت جو ان گذر  
 نہ تھا نوک نیزہ پہ دشمن کا سر  
 جو انان روسی ہوئی خوف نہا  
 ولیون نے دیکھا جو وقت غا  
 گرے جا کے تو پونہ مانند شیر  
 خدنگ و سنان کھا کے مرویر  
 لگے فرو ہنسج دیکھنے قیب  
 ہوئے حملہ آور جو ترکان سخت  
 پریشان ہوئے سب پہ پہنچا  
 ملے وان کسی کو نہ راہ سجا  
 بھم مل گئے دونوں نار اور نور  
 بزدلک سر معجور یا خون  
 ہوا سخت ترس تار یک تر  
 نہ کام آیا منصوبہ سو و مند  
 جو منہ پہ تار کوئی از خوف سیف  
 فراری ہوئی گرچہ تو پہنگمان

چلا جلد خندق سے کر کے عبور  
 ہوا ہم عنان اسکے مانند شیر  
 تو مغلوب غالب ہوا وہ وار  
 اوٹھایا او سے زمین سی مانند  
 کہ تھا نخل و قواق کا ایک عشر  
 لیا تو سپے کار برقی ہلاک  
 کہ ہے قافیہ تنگ ہر ایک کا  
 کیا گولہ انداز دشمن کو زیر  
 ہوئی زندگانی سے آخر کو سیر  
 کہ نصر من اللہ فتح قریب  
 عدو کا ملا خاک میں ساز و خست  
 پیادہ کا رخ تھا بسو محو سوار  
 اجل نے کیا سب سرکش کلمات  
 چو امواج دریائی شیریں و شور  
 ہوئے غرق ساز و زنگون  
 کہ تھا سخت برگشتہ زیر و بر  
 کیا پست فرزین نے میل بند  
 تھنگ و سپہ لگ کر کے کہنے خفیف  
 سلامت مگر لیکے اکیلے نہ جان

جو باقی رہو وہ ہلساں ہوئے یچان تک ہوا قتل ہر ایک کا لڑے ترک خونخوار جی کہو لکر نہ اُن تیز دستوں نے روزِ وفا ہوا بخت بے بھال زبون لو اے ظفر سے تھا ترکوں کا کام بہت شربت مرگ سی ہو کے سیر ہو اگرچہ ویران مکان مراد	سو دشت صحرا اگر نیلن ہوئے سقر میں رہی اور وزیرِ خمین جا کیا فوج دشمن کو زیرِ وزیر اجل کو قرار و سکون مل سکا نشان شدہ روسیان سرنگون مگر تھا حقیقت میں عثمان کا نام ہوئے دام ترکانین آخر اسیر مگر قید خانہ تھی آباد و شاد
--	--

## مضطرب شدن شہنشاہ روس

مگر شہنشاہ کو آیا تظہر بھایا کیا چشم پر نہم سے خون گلستان اُسے سنگسار ہو ہوا شرم سے سخت خطرِ بیل اُتر کوہ سے پھر کمالِ خراب پے صید آہو نہا تھا دلیر لگائے پے صید ماہی شجوشٹ شہنشاہ کا رخ زعفران زار تھا سمایا نظر میں فراز و نشیب	کہ روسی تیر ہو گئے لب ہوا رفتہ رفتہ نمایان خون دل مطمئن پارا پارا ہوا فراموش کیا ہر معین و کفیل چپا جسطح سے چپے آفتاب نہ سمجھا کہ آہو کرے صیدِ شیر ہوا صید ماہی سے بیکار شجوشٹ دہن خندہ روی سے نہار تھا لگا سوچ چھوٹ کر کردِ فریب
---	---



# خبر دادن عثمان پاشا از فتحیابی بساطان عرش آتشیان

<p>سپہدار عثمان عالیجناب ستار سے شاہ کو دینی خیمہ ہوا یا راقبال سلطان دین رضامند چستے ہو پروردگار ہو اسکے خوش یاد شاہ زمین جوان لایق سرفرازی ہوا کوئی اولیسا غر ز رنگار نبین دیر پایان کا ساز نشا</p>	<p>ہوا لشکرشہ پر جب فقیاب کہ بدخواہ کو سخت پہونچا ضرر پھر سے گردش آسمان برین عروس ظفر اسکے ہو ہکنار کھلا جیسے کہلتا ہو نخل حین مخاطب بعثمان غازی ہوا کہ ساقی زمانہ کا کیا اعتبار غم ورنج کا ہے بہت ارتباط</p>
---	---

## خالی شدن پلونه از عثمان پاشا

<p>مرانہ سے راحت کا کب ہو یہ نہنگی ساغرنیگلگون کسی کے لئے وہی چشم رکاب کرے گرگ کو گاہ صیاد گور</p>	<p>کبھی بے درد اور کبھی اتصال کسی کو ہے مری اور کسی کو خون کسی کے لئے جا ہی ہیں خلا کبھی سنگ کو دی شیر غرائکا زور</p>
--	---

کبھی ہو خزان شکستہ بھار  
 کبھی زور بازار ناکس ہو گرم  
 کرے مشق صید افگنی صبح شام  
 وہ دل کون ہی جو نہیں درد مند  
 کبھی اپنے یوسف کو زندان لگا  
 کبھی صلح میں جنگ کا التزام  
 کبھی خون بجانے سی ہی اس کو کام  
 کشائش کبھی بستگی میں وہ لگا  
 گذارش گرد آستان عجیب  
 کہ جب روس نے سخت کھانچا  
 بہ تدبیر شایان و رانے نکو۔  
 ہر ایک شخصہ و قریہ آئی سپاہ  
 نہ باقی رہا روسیو غنیمت کوئی  
 جہان تک کہ جاتا تھا بیک نظر  
 ہوا اس قدر روسیوں کا هجوم  
 اُس انبوہ سے فوجی بیگیمان  
 ہوا عرصہ گاہ بزدیلان۔  
 کل ترے پائی نہ راہ فراز  
 کہیں روسی سخت تھر صف بصف

کبھی دامن گل کو آزار خار  
 کبھی سختی سخت نادر ہو نرم  
 ابھسکر رہے مرغ زیرک بدم  
 سب آزاد ہیں بیان گرفتار بند  
 کبھی قید خانہ سے ایوان میں لگا  
 کبھی داروئے تلخ میں زہر کام  
 کہ ہے خون فاسد کا نصیب و ظلم  
 کبھی زخم سے کار مرہم دکھا  
 یہ لکھتا ہے حال عجیب غریب  
 مگر کہنہ خواہی یہ کی اپنی چست  
 مہیا کیا شکر جنگ جو  
 ہوئے جمع جو ہو گئی تھی تنہا  
 کہ جس نے کئی جنگ کی پیروی  
 ہر ایک سمت تھا لشکر کہنہ ور  
 کہ گرنی سے تھا سنگ بھی مثل موم  
 تھا دست گریبان بھی اک نشان  
 پیر از یورش فتنہ دیگران  
 سٹمنے لگے اور شاخ دراز  
 کہیں شاہ رومیان کی طرف

گہرے ابر میں جیسے ماہِ منیر  
 پھر آخر ہوئی جگہ سرگرمِ خجک  
 نہ غلہ کہ ہو آتشِ فاقہ سرد  
 نہ طبل و درا اور نہ جام و بدو  
 مگر جان وہی مین بڑی تھی دلیر  
 مگر سینہ زخموں کا تھا و فدا  
 لگی سوچنے وہ بریت کی راہ  
 مکمل جائیں لڑ کر بتیغِ سنان  
 نہ مطلق کرین اپنی جان کا خط  
 کرین لشکرِ شہہ کو خوار تباہ  
 مگر غرق ہوں آبِ شہِ نشین  
 دکھائی ہین قربتِ رو و نیل  
 ہوا اس سے آگاہ جاسوئس  
 یہ دی روس میں جا کے اسو خیر  
 کرے قلبِ مردان لشکرِ تویم  
 ہوا خوابِ غفلت سے بیدار  
 ہوئی گم نہ چون عقلِ تابِ توان  
 ہوا دم مین آسے تپ چوں عدس  
 کہ تھا ان کے دل میں خیالِ ل

گہرے ایسی ترکانِ اوجِ مسیر  
 ہوا رو میوں پر بہت کا رنگ  
 نہ بارود پاس لنگے بھر بزد  
 سراسر تھی کیسہ آرزو  
 اگرچہ وہ آئے تھے جینے سویر  
 نہ فکرِ شہینہ نہ ذکرِ عسار  
 طلب کر کے دانشورانِ سپاہ  
 کھاسے ہی اسپین ہو بود جان  
 سپاہِ عدد بہرِ گرین بس  
 کیا عہدِ ملکہ وقتِ پگاہ  
 زمین کب تلک حسنِ تدبیرین  
 عجب کیا کہ تقدیر بیکرِ بسیل  
 بندی گرا تھے نہ آواز کوئس  
 گیا وانے مانند تارِ نظر  
 یہ ہے عزمِ بالِ جزمِ فوجِ غنیم  
 ہوا جلدِ شکرِ خسروِ ارجمہ  
 پہل کرے ماشل ہوشِ جہان  
 ہوا صفِ بصفِ لشکرِ شاہِ روس  
 سنے سدا سکندری کی مثال

بنایا گو یا قلعہ آہنے  
 کسی سمت تو پکھان کی قطار  
 اوہر سے پہلہ وار علیٰ جناب  
 ہوا برہم از بسکہ میدانکین۔  
 بہت بارش تیرے پر ہوئے  
 نہ تھی نفع راہ تو پتلفنگ  
 ہر ایک صف سے سطور گذر جو  
 ہوئے قلب اول شکست و جرب  
 چکے لگی برق میدان میں  
 پریشان ہوا مجمع باطنی کو  
 پہدار عثمان گردون لوا  
 گر آپ خوش رنگ سے زبیرین  
 چکنی لگی جب زمین چار سور  
 اُٹھ کر گرے ترک نام آدرن  
 جب عثمان پاشا نے دیکھا حال  
 بہت اون کے غم میں ہوا چشم غم  
 کیا فوج ترکان سے غم صفا  
 مگر ایک جاسوس آیا دو ان  
 کہ ہم سے ہوا جب تھی وہ حصار

کہ ہو وار و درج کے کبر منی  
 کسی جاتھے پیدل کسی جاسور  
 گرا جیسے طائر پہ باز و عقاب  
 زمین فلک تھی سراسر زمین  
 کہ صف مثل شرکان سراسر ہوئے  
 نہ بیم نہنگ نہ خوف پلنگ  
 کہ رستم گیا جانب ہفتخوان  
 تو قلب و گریں ہوا اضطراب  
 سمٹ کر گری فوج عثمانین  
 گریزاں ہوئے شوکت ظاہری  
 ہوا زخمی و خستہ روز دعا  
 منور ہوئی اوس کے رخسے زمین  
 دکنے لگا رنگ فوج عدو  
 ہوئی آنکی جان قف تیغ و سنان  
 کہ ہے فوج مجروح خستہ کمال  
 کہ ناحق ہوئے صید گرگ رستم  
 کہ یان سے پلٹ بجائی ایکبار  
 کیا اوس نے احوال فحی حیان  
 گئی فوج روسی تہ و ہریشمار

پلو نہ بین اپنا کیا بندہ دست  
 سنا جب یہ حال تنہا و خراب  
 کہ جب درو کھلائے سیلاب آب  
 یہ ہی وقت فرزا نگلی بر ملا  
 کسے حکم تقدیر سے گریز  
 ندے فائدہ جبکہ آہنگ جنگ  
 بجلا کی ہے یہ لطف مرزا نگلی  
 خصوصاً میرا شکر نامراو  
 نہ شب کو ہوئی خوابِ راحت نصیب  
 نہیں مقصائے مروت ہی یہ  
 رو اکیسے خون ریزی بکینا  
 گر آرزوہ دل ہو کوئی خیر  
 دلیری جو شایانِ افسر نہ تھے  
 اوہرے فلک نے جو کی کجی  
 گرے ایک سے ایک صدکار  
 ہوا اس قدر اثر دہام رجاں  
 جیادوس فوج نے شل کر راہ  
 ہوا خستہ گمین مرد جنگی چون  
 کہ لے فوج ترکان نامورنگ

ہوا سہل تر از چوپہ یہ کا سخت  
 لگا کہنے عثمان گروان رکاب  
 نہیں قابلِ فسادِ صواب  
 کہ فتنہ فرو ہو بوقتِ وفا  
 نہیں زور تدبیر بھرستیز  
 تو وہ خیا ہے موجبِ مارِ ننگ  
 کہ ہو خونِ لشکر بہ بیگانگی  
 ہوا جب سے سرگرم بھر جہاد  
 نہ ون کو ہوا خوانِ نعتِ نصیب  
 سراسر طورِ عداوت ہی یہ  
 نہیں ہے یہ شایانِ جنگِ یلا  
 یہ بہتر ہے ویران ہو کار جہاں  
 سچو صلحِ اصلاح دیکھ نہ تھے  
 ہوا مجمعِ روسیاں غبی  
 ہوا ایک اس سے بھی فزون شمار  
 کہ شمشیر بھی نہیں چناتھی محال  
 لیا کہیر نقطہ جو دود سیاہ  
 کیا نعرہ مانتہ شیرِ زیان  
 مناسب نہیں نخبِ طالعِ سو رنگ

نہ اب غم پیکار بجا کرو  
 سنا جب کہ ترکوں نے تیر کو  
 رہا پھر نہ یار اسے جنگ جہاں  
 کہا پھر یہ عثمان نے بادرواہ  
 تم اب جا کے دوستی کی خبر  
 سنا اور وہ آیا جو ان دلیر  
 بھادر نے دی اُس کو شمشیر  
 ہناری طلب کی ہر ای سپا  
 کباب تر و نان و گرد و پیسہ  
 شکم تھا تھی دل تھا لبریز درد  
 پیا اور کھایا برنج و الم  
 گر سنا رہا جب نہ کوئی جوان  
 یہ گرمی و گرمی جو آئی نظر  
 ادھر شاہ روس محبت لڑا  
 سواری جو آئی بصد کرد فر  
 گیا جب حضور خداوند تخت  
 شہنشاہ نے بانشاط خوشی  
 عطا ہاتھ سے اپنے کی تیغ تیز  
 رہا ان میں جو گفت گو ہر گز

نہ کام اپنا غیظ فر او ان کو  
 بھکایا وہیں کوک شمشیر کو  
 تنیر ہوا ان کے ہمت کا حال  
 کہ اسے روسیان تباہ و سیا  
 کہ آئے ادھر جنرل نامور  
 بصد عجز و الحاح نزدیک شیر  
 کہ مطلق نہ باقی تھا غم ستیز  
 کہ تھی بھوک سے وہ سر سرتباہ  
 وہ لیلیا کی فوج ترک دلیر  
 ادھر آہ گوم اور ادھر آب سرد  
 گئی بھوک آیا مگر درد و غم  
 بہت خوش ہوا پھلوان جہاں  
 رم آرام اُنکا ہوا سرسبز  
 مقید تھا دیدار عثمان کا  
 سوار اسے عثمان ہوا بخیل  
 اٹھا بھٹکے دم وہ نیکخت  
 جگہ اس کو ایک گرمی زر پری  
 رہے اس سے نادیر مدح ستیز  
 نہیں ہو سکیو بھی اس کی خبر

<p>             رہا نغمہ مسخ سپہر بلند              گیا ہمدرد شاہ خیل سپاہ              کہ اصلاح صبح میں تھی بیدار              کوئی جام اس وقت ایسا پلا              دکھائے خمار اپنا رنگ نیاز              نہ سودا و صفرا کا شکوہ رہے              وہ خون شمس بے کرم کمال              ہو دار و نوشین حاصل شفا           </p>	<p>             ہوا اس سرست جب بھر بند              اوسے لیکیا جانب تخت گاہ              صبح ہے یون راوی جنگ              کہ ہر ہے کہ ہر ساقی نہ لقا              کہ ہو جنگ میں صلح با برگ و ساز              بہم کہ وہ انگبین جب ملے              قضا ہفت اندام سے دنی کمال              نہ باقی رہے درد دل بر ملا           </p>
---	--

بقیہ حال بعد از خالی شدن پلوتہ

## وصلح با ہم

<p>             کہ باقی ابھی تک ہے میدان سوار              نہایت یون ہر گز رک کے چلنا              اوسے بھی لکھ اسے مانہ گفتگو              زمانہ کو اپنا مسخر کیا              گیا پیش ہرگز نہ کچھ زور ست              کہ تھا سخت عاجز اس نبوہ سے           </p>	<p>             کیا ترک کیوں عرصہ کارزار              نہ تہم چند اجندہ اجندا              جو کچھ رہ گیا حال فوج حدود              کہ جب روسیوں نے پلوتہ لایا              سلیمان پاشا کو چھوٹی شکست              شبشب چلا درہ کوہ سے           </p>
---	---

<p>             رہا یا تو قارص کو تھا بعض دکن              ہر ایک جا کیا روسیوں نے هجوم              کیا جس جگہ روسیوں نے مقام              یہ سترابی و سرکشی دیکھ کر              کھا جائے کس کس کا جرم قصور              ہوا جنگ میں ضلع کا جب ظہور              ہوا رشتہ تلگراف دراز              ہوئے دونوں قیصر بھی ہم زبان              ہر ایک کا سفیر گرامی نژاد              ہوا عہد پائیدہ جب استوار              ہوا چہر زریں کے آراستہ           </p>	<p>             ہوئی مستعد بھر تخریب دین              مکدر ہوئے جیسے وہ مزلوم              ہوا اونے آشفتمند خاص علم              سلیمان پاشا تاختہ جگر              کہ اللہ علیم بذات الصدور              چکنے لگا مہر الفت کا نور              بھم ہر دو سو مجرم راز و ساز              ہوا ایک سے ایک گوہر نشان              گیا بھر پابندی عدل و داد              مسجل ہوا نامہ زر نگار              ہر ایک حُسن معنی سے پرستہ           </p>
--	--

## رخصت گرفتار عثمان پاشا از شہنشاہ روس و آمدن در روم

<p>             شہنشاہ کو یہ زبان ہی کب کم              جو ہو ماہی سخت پابند شست              جو ہو مرغ زرین اسیر کند           </p>	<p>             کہ پنجیر میں ادسکے ہو طرز رم              گر نیران ہو وہ لیکے ساز خست              کند خود سے وہ ہو مجرہ مند           </p>
--	---



کیا جب کہ کار جهان کا نظام  
 طلب پھر کیا زار سے بر ملا  
 دیا اذن ناچار عثمان کو  
 نواز شکاری صرف تہمت ہوئی  
 بہت زر نثار عجب اور کیا  
 بجاہ و بخت ہوا رگہ را  
 جھکی فوج بحری برائے سلام  
 چلے شوق دیدار میں اہل روم  
 سپہ بھی چلے بھر تعلیم مرد  
 فلک نے کسے جسم نشان نشا  
 وہ اترا جو دریائے کان فافا  
 ہوئی آب رفته کی پھر وہی  
 پیلا بھر پابوس سلطان روم  
 عثمان ملا اپنے سلطان سیس  
 اٹھا بادشاہ مبارک بخا و  
 جبین پر بصد شوق بوسہ یا  
 ہر ایک جاہو اکوس نوبت بلند  
 ہر ایک گہر ہوا خانہ آرزو  
 ہوئی جب کہ ترکوں کو آسٹوگی

شہنشاہ نے ازراہ فکر تمام  
 پہنچا عثمان گروہ دن بوا  
 کہ محظوظ کرتا سلطان کو  
 رہ برتری وقف رخت ہونی  
 ہر ایک افسر روس ہمراہ تھا  
 سوئی روم مرد بزد آرزو  
 سمک سوسا تک گئی بانگ طم  
 جو معنی یک بیک شاکر بخت شوم  
 لئے ساتھ طبل دورا و بزد  
 زمین نے لگایا گل تر کا بار  
 چڑھا اور بھی بھر جو دوسخا  
 ہوئی اصل نخل تمتا قوی  
 کیا خلق نے گرد او کے ہجوم  
 ملا قطرہ دریائے عمانی بس  
 بغل میں لیا گرد کو ہو کے شاد  
 رہا دیر تک اس کا مدت سرا  
 ہوئی اسکے ملنے سے بس بھر مند  
 ہر ایک آرزو بن گئی جستجو  
 قلم سے ہوئی ترک فرسودگی

ہوئی تیغ رومی جو زیب بنام  
 ابھی تک تیری یاد ہی ساقیا  
 وہ مے دے دی کہ ہو مرہم سینہ پریش  
 کہ یہ گردش روزگار کہن  
 ہوا لے بجا رنگستان ل  
 ہر اک برگ نخل عنائی کام  
 ہر اک غنچہ آرزوئے مرام  
 گلون سے رہا اب کبھی ارتباط  
 نہ وہ دور سا غم نہ وہ جسم مل  
 بجز رنج و حسرت نہ باقی رہا  
 ہوا نامہ فیضی کیا تمام  
 مگر اب بھی سمجھے نہ کوئی تھی  
 چلنے لگے گا اگر بر ملا -  
 قلم پہر کرے گا جو اہر نثار  
 مگر جو ہری پر نہیں یہ گسان  
 جو اہر کو بہتر ہے مخفی رکھے  
 اگر آئے مرد جو اہر شناس  
 جو اہر کی تات در ہو بس  
 پلا ساقیا بادہ تہ نشین

زبان نے سکون کیا مرے کام  
 وہ مے دے کہ ہو جیستی جبر  
 وہ مے دے کہ ہو دافع رنج پیش  
 بدلتی ہے گلستاہ انجمن  
 ہوئی شاکی مغمم آب گل  
 ہے پاسبان جو زحر ان اہم  
 شکستہ نہ ہو نیسے ہر گل نام  
 کہ یہ ہم ہوا لے سازن شاد  
 نہ وہ کیف مینا نہ وہ جزو کل  
 جو ہو درد باطن کا اپنے دوا  
 تمن کا اپنے ہوا افسام  
 کہ ہے قلب آفتابہ باطنی  
 دکھانگا مضمون ناو جلا  
 بفرق یہاں نہ ارگردون تبار  
 کہ اپنے جو اہر کو دے راہ گار  
 کہ تا اوس کو کوئی نہ برباد دے  
 دکھائے اُسے بد شکر و سپاس  
 کھلے اہل دانش کا عیب نہر  
 کہ باقی سخن کا ہے دو پرشین

وہ دے کہ مکت ہو اپنی زبان

وہ دے کہ ہو بند طر زبان

# خامت کتاب

## نایاب

کہ دیکھوں تماشا کئے ترکیب گل  
جو بینان رہا آشکارا کروں  
رکے گوشہ دامن باغبان  
کہ ہو شکوہ عند لیبان تمام  
سنگہت غنچہ آرزو  
نہ مہر نہ مہم کی ہوں ہمقیر  
تجربہ کار دیرینہ سے  
غبار تنعم نہ برباد و ن  
انہیں کی روش پر ہو انجام کا  
رہے جو ہر عقل مقصود ذکر  
ہو حق یقین زریب عین الکمال  
نہ پھر ماومن کی رہے کش مکش  
نہ منکر نہ مرتد نہ کیا دہو

پلا سا قیام نہ کو وہ جام مل  
چمن بین گلون کا نظار اکرون  
اڑاؤن وہ صیاد کی ہجیان  
تحفظ سے لون امتحا کا وہ کام  
نہ باقی رہے جز گل تقطو  
نہ لون عقل سے کار آئین بین  
متفرد ہو عقل پارینہ سے  
بزرگون کے نقش قدم پر لٹون  
رہے بوحیفہ سے دار و مدار  
ہو دو جو دی ہو مشہور فکر  
تعبین رہے اپنے مقرون حال  
انامی گذر اپنا ہو برق و ش  
مقید نہ مطلق نہ آزاد ہو

مشید سو کہ محبدر ہے  
 معوج گراں ہو عروج نیاز  
 ازل سے رہا ممکنات وجود  
 لطائف کا جاری رہی سلسلا  
 عروس منور رہے ہمکنار  
 حدوت و قدم کا نہ جھگڑا رہا  
 نظر آئے جو ہر کا نقش لطیف  
 نہ تشریح و تقدیس کا ہو خیال  
 نہ الجھے کبھی اپنا پیسک نظر  
 گذرتا ہوا چرخ جبر دست مہین  
 عروج مقامات اعلیٰ ہو پس  
 چمکنہ ہی رہ جائے جام صفات  
 جب اس وصل سے اپنا دل شاد ہو  
 رہے پینے والوں کا جگمگ عالم  
 ہو جن جن کا حق سے اتصال

مصروف معرفت مقلد رہے  
 ادھر دوش پر ہو طر نماز  
 ہو واجب ابتک شاعر شہود  
 تصرف کا اصراف ہو بر ملا  
 رہے شاہ وجود و تزیین کار  
 الگ اس کا ہر دم بکھیرا ہے  
 عرض سے متبر ہو عکس شریف  
 نہ تلویج و تبلیغ ہو پیش حال  
 رہے دام ناسوت سے دور تر  
 رکے جا کے لاہوت ہا مہو تین  
 نہ باقی رہے پھر سبکی ہوس  
 یہ دور تصرف ہو و درجیات  
 تیرا میکدہ پھر تو آباد ہو۔  
 پلاتا رہے ان کو تو بیج و شام  
 ہلال ان کا ہو مثل بدر کمال

## تقریبات شعرا مختلف

تقریبات از افکار و دربار مولانا غلام سرور رضا

# تمخلص بہ ذکا کنج مراد آبادی

جزاک اللہ ای کتاب فوٹی  
 جزاک اللہ ای عالم نامور  
 جزاک اللہ ای سید ذوالکمال  
 جزاک اللہ ای میر روشن ضمیر  
 جزاک اللہ ای خوش بیان مخیر  
 جزاک اللہ ای شاعر نکستہ زرا  
 شہ روم اور روس کے جنگ کا  
 بہت اس کے تصنیف میں فکر کی  
 دلاوید دل کش ترین دل کشا  
 عبارت کی ترکیب میں بیگان  
 صفائی میں نور علی نور ہے  
 ہر ایک لفظ رنگین ہے ای مقدا  
 مضامین رنگین سے مثل عروس  
 مقابل میں اس نظم کے ایویر  
 مضامین زرین بزد و مستم  
 گلستان فردوس میں دیکھو داد

سیادت کے دریا کے درخف  
 سپہ فضاہت کے شمس قر  
 ریاض نجات کے خورم نہال  
 فصاحت بلاغت میں ستیان نظیر  
 بطور تکم جو موسے کلیم  
 شہنشاہ اقلیم ذہن رسا  
 بہت خوب یہ جنگ نامہ لکھا  
 بلاغت کے مضمون کی داد دی  
 لکھا نامہ بے بدل واہ واہ  
 مسلسل چوڑ لف پری سیکر ان  
 تجلے میں بس شعلہ طور ہے  
 دیا حن معنے کا دریا بھار  
 مزین کیا قصہ روم و روس  
 ہوئی نظم نجم ثرہ یا حقیہ  
 کئے آسے برجستہ زیور تم  
 ہوا شاد فردوسی پاک زاد

گلستان فردوسین دے کے داد  
نظامی کے تربتے آئی صدا  
لب درفشان سخن پرور ان  
براہ سخن پروری اسے جناب  
کہیں آپ کو گر سخن آفرین  
بجا ہے کہیں جو صغیر و کبیر  
مفضل اُسے جنگ کا جبر  
بیان کر گیا ہے بہ نظم درری  
سمجھتا نہ تھا اوس کو ہر آدمی  
اوسے قصہ کو اپنے تاثر  
بلا ریب اب یہ فنانہ نیا  
ہوے ختم تصنیف نامہ کے جب  
دکا و موخ نے اسے نامور

ہوا شاد فردوسی پاک زاد  
ہزار آفرین مرتبہا مرتبہا  
ہوا وصف تحسین سے گوہر فشان  
نظامی و جامی کے ہو ہر کا ب  
تو انصاف منصف کو ہے ہم قہرین  
کہ ہو بلبلِ خلد کے ہم صغیر  
بعنوان نیکوترین اولاد  
عزیز سخن پرور لکھنوی  
خصوصاً تنک مایہ پارسی  
خوش اسلوب اردو زبانیں لکھا  
حلاوت میں قنبد مکر ہوا  
سال ہمایون بتائید ریب  
کہا سال - نامہ ہوا خوب

چہا جب کہ یہ نامہ دلپذیر

لکھا سن - چہا نسخہ مینظیر  
۶۱۸۹

تقریظ مع تالیخ از مولانا حافظ محمد انور اللہ صاحب بنحوہ ماکن

اسیون ضلع اوناؤ

کشایند قفل باب بیان

که چون زار روس از سر رائے خام

بقمان غازی صاحب لوا ۲۱

پلوناست مشهور حصن و حصین

دلاور نظر کرد بر کار زار ۲۲

گشادند ترکان غم شیر دست

در خشنده شتیغ زنگار گون

در خشان شده تیغ پیکان چو برق

ببارید ز نیگونه باران سیخ

ولیران رومی پنهان جنگ

شده راز پس حالت زار روس

همان شاعر لکهنوی با تمیز

رقم کرد آغاز و انجام او ۲۳

کنون حضرت مایب بمیشال

به اردو زبان خوب آسان گشت

ز بهر جودت طبع و ذهن رسا

گرفت از زبان کار شمشیر تیز

بلرزد زین تیغ هندی بسین

جدا گشت از تن سدا اهل زور

گفت آنچنین حال جنگ ااران

برون از حد خویش نبهادر گام

شده حمله آور چو تند اثر دما

دران لشکر ترک بدجب گزین

سپهه کرد آماده بر کار زار

کز و لشکر روسیه گشت پست

دم خصم از سینه آمد برون

سوخش گشتند تا غیب شوق

روان گشت دریا خون بد ریخ

نمودند بر روسیان کار تنگ

نگون شد علم زار شد کار روس

که چون نام خویش است بر لغز

گمیتی پسندیده شد کام او

سخندان سخن بنج صفا کمال

به تیغ و سنان تیر و پیکان گشت

چه خوش گفت ای مر حبا مر حبا

بعالم نمودار شد در سخنیز

دل اهل ایران و توران زمین

پنهان گشت در گهده بهرام گور

بترسید روئین تن اسفندیار	زبون شکیل رستم نامدار
فرامرزد بر زو و فراری شدند	ہمہ دشت پیماے خواری شدند
چو شد فکر تاریخ تصنیف او	بہجری نمودم سے جستجو
زہنجو و چین گفت یکبار دل	
زہے جنگ ترکان ہشیار دل	

تقریظ و تاریخ از طبع عالیجناب اب محمد عبداللہ خان صاحب محفل  
تذکرہ یادگار ضیغم داماد و اب سر شرف الامرا بہادر مرحوم

حمد لایق ہے کبریا کے لئے	نعت زیبا ہے مصطفیٰ کیلئے
اوس نے مخلوق کو کیا پیدا	جملہ عالم کا ہیہ شفیع ہوا
وہ تو مالک ہے اور بے پردا	یہ بلاریب ہے حبیب خدا
حمد حق نعت مصطفیٰ ضیغم	کر کے کیا ادا زبان فاشم

کہاں ہیں غواصان دریائے معانی اور کدہرین آشنایان بحر سخاوتی ذرا آپ ہی  
چشم غور سے دیکھیں انصاف کو ماتم سے ندین۔ کہ اب ہی زبان اہل کمال سو خالی نہیں  
یہ خیالات صحیح و درست ہیں لا وہابی نہیں سنئے نیچے مشفق علامہ یگانہ فہام زمانہ  
شاعر شیرین گفتار فخر روزگار۔ مولانا مولوی محمد قدرت علی شاہ صاحب ماب نے  
سچے سچے حالات جنگ روم و روس کو عمدہ تصویف کے پیرایہ میں منظوم فرمایا ہے



تازہ بہا ربغ محن و دکھ لیا ہے۔ افسران عساکر اسلام کی شجاعت۔ دلیران ترک کی جان نثاری۔ حضرت خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ کی ایسے نازک وقت میں مستعدی اور بہادری۔ غرض کہ تاریخ و واقعات کی نظم اچھی لکھی ہے۔ دراصل یہ کہ کتاب بیاں چھپی ہے قابل دید ہے بلکہ دید ہے نہ شنید ہے۔ قصہ نامہ بھی کیا خوب رکھا ہے۔ بہار ستار نظم کا یہ ایک جمن پر فزا ہے۔

<p>اسکا مداح اک زمانہ ہے          کیا ہو نہیں جویان کردن اوصاف          گل مضمون کا تازہ گلشن ہے</p>	<p>خوب تارخی یہ زمانہ ہے          نئے مضمون ہیں اور بندش صوف          حسن و خوبی کا یہ تو معدن ہے</p>
--	---

پس میں ناچیز حوصلہ کہاں سے لاؤں۔ جولائی مصنف کی مدح سر لائے میں زبان بلاؤں  
آپ کی مدح و ثنا زبان زد خاص و عام ہے۔ دور دور نام ہے۔ نثر و نظم آپ کی ایک  
کنیز باتیں ہے بے مثلی کے سبب کلام نیک فرجام سب کو عزیز ہے۔ اختصار اس  
مضمون کو ایک قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہوں۔ اور مولانا موصوف سے اس کی قبولیت کی  
امید رکھتا ہوں۔

قطع مایه

حال موزوں اونکا تائبے کیا  
طبع کی تاریخ ضیفسم نے کہی

تھے جنیزان وپنگ روم وروس  
نظم سپرول جو خجک دم وروس

از جناب مولوی قدرت علی  
یادول محبوب وقت و بکر سال  
گشته اردو واقعات مولوی  
ہست قضیہ نامہ دکن کشمیری

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوش حمیت اسلامی کسی پردے میں ہو چھپ نہیں سکتا نشہ توحید پاس  
 اخوت دینی کسی تحریک کی راہ نہیں تکتا۔ ہر نرم ہیں یہی ذکر بھاتا ہے اور ہر پردے  
 میں اس کا جلوہ دل بہاتا ہے۔ جو کوئی سچے دل سے رسول مقبول صلعم کو  
 افضل المرسلین و خاتم النبیین مانتا ہے۔ یقیناً وہ اہل سلام کے ساتھ سیر یا  
 محبت ہی کو اپنا ایمان جانتا ہے۔ محاربہ روم و روس جو ایک واقعہ یادگار عالم  
 اور ترکوں کی خدا داد شجاعت کے ذکر سے جلسہ حاسدان اب تک نرم ماتم ہو  
 لہذا اس جان نثار اسلام اور شیدائے رسول انام نے اس کارنامہ شجاعانہ  
 لشکر اسلام کو سلیس با محاورہ اردو زبان میں نظم کر کے ان لالی پریشان کو  
 سلک منسل بنا دیا اور بہادران ترک کا جو ہرمانگی صورت الفاطمین دکھلا  
 دیا۔ چونکہ یہ کتاب اس ریاست اسلامی میں تمام ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔  
 اسلئے اسی جوش حمیت اسلامی نے بن قصبہ فوت لیپے ملک کے پادشاہ اسلام مرج  
 خواص عوام امیر المسلمین ملاذ المستغنین معین الصفا مؤید الغریب اسطو حکمت  
 افلاطون فطرت سکندر شوکت دارا حشمت فلک رفعت قدر قدرت  
 اعلیٰ حضرت حضور پرنور بندگان عالی میر محبوب علی خاں خلد بتد  
 ملکہ کی تانگستری پر صدق دل سے مجبور کیا۔ اور قصیدہ ذیل اس کمترین  
 نے مسطور کیا۔ اگر قبول افتد نہ ہے عزو شرف و ہوا ہذا ❖

# قصیدہ اول در ثنت سرور کائنات منقح منوذات سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جمعین

دو ہی دنیاں گئی سب نیت سنان میل  
نالہ لبل ناشاد ہو اضطرب مثل  
کیا ہی اندھیر میں یہ صدقہ شیر نضل  
دیگیا گرمی جگر ہی سے سوز نقل  
طپش سوزش جبراس گیا ہونہیں گل  
صدف پشم سے اشک آتے ہیں بار بر نضل  
جو ہر شئی ملک پیر کو کب ہے اشکل  
ارزوں کے امٹنے لگے کالے بادل  
کیا گھناؤب گھناؤ لکنا بندہ ہونڈل  
یہ نہ سمجھا تھا کہ برسیگا کہ ہر کو بادل  
جمع ہو ہو گئے رہ رہ کے حواس مختل  
جل اٹھی تیر گئی خانہ دل میں مشعل  
نظر آنے لگی اسرار معاد ازل  
باتق خوب پکارا کہ نہ اب ہو سیکل  
فکر ناسوت میں ملکوت میں تو ہے اقل

نہ وہ تبلیغ نکوئی نہ وہ ترغیب عمل  
پھر کلیجہ میرا دکھ درد سے منہ کو آیا  
ستم تر گئی طالع وارثوں سے میرے  
جب سیر سوز درونی کو بھڑکتے دیکھا  
سوم کی طح ڈھلکنا میرا بے وجہ نہیں  
کیون تجھ نہیں جو اہر ہے بھی انکو انمول  
کیا کر گیا وہ میرے گوہر نیا بکامول  
جبکہ یک بار ہوا خون ستنا دل میں  
خوب جی کھول کے برسیج پر سنے والے  
اپنے ہی غم غم عصیاں پامٹ تے پایا  
ابر رحمت کے چوہر نے لگے پیہم چھپے  
لگ گئی ایسی چکا چوند کہ آنکھیں چمکیں  
قلب کو اپنے جو انوار مجلا پایا  
دیکھا جب فتجب دور زمانہ مجھ کو  
ہے صفائی کا تیرے قلب مصفا میں ظہور

اب تو سمجھنے تجھے آنکھ کا اپنے تارا  
 جب سنا میں تو چینی دل سے بولا  
 لب پہ جب کرشہ کون و مکان کا آیا  
 بعد اللہ کے ہر ایک سے تو ہے افضل  
 گل بازنہ بھرے تیری خاکِ نعلین  
 کیا انوکھا ہے تماشا قسم غزوہ جہل  
 تیری طاعت کریں تجھے جو غبت بحریں  
 کششِ ذرہ خورشید میں تیرے یہ اثر  
 نو نے ہر مذہبِ ملت کی گرہ کو کھولا  
 تجھ کو اللہ نے وہ نیت صورت دی  
 تیلیاں تیری ہی صورت کٹا شہِ کریم  
 قاب قوسین ہے رتبہ فتدلی پایہ  
 ہے فزوں مرتبہ فقر کا تجھ سے رتبہ  
 تجھ میں نگاہت بھی ہو مکت بھی ہو انوار بھی ہیں  
 کوئی بندہ نہیں خدا کی نہ ہوا اور نہ ہو  
 چشم اندازِ بحال دل زارم گا ہے

جتنے ہیں طوطی و طاووس کبوتر ہر پر  
 کہ بچے و درمی حضرت نے کیا ہی بیکل  
 جی میں آیا کہ لکھوں نعت نبی مرسل  
 جو نہ سمجھے نہیں ایمان میں مفصلِ محمل  
 آستانہ ہے تیرا خراجِ مسخ زحل  
 مالک الملک کا ملک اور تیرا دوسمِ عمل  
 آنکھ غلو نہیں کی آنکھ و داغوں میں خل  
 کرم شب تاج کے مانند ہو ہر کرمِ جہل  
 وا ہوئی تجھ سے ہر ایک عقدہ والا نخل  
 مہر شرمندہ تیرے سامنے خورشیدِ نخل  
 گر نہ ہوتا اونہیں احکام شریعت پہ عمل  
 کنزِ مخفی کے جواہر ہیں تیرے ربِ نعل  
 بادشاہی میں بھی اورے ملا کالا کل  
 چشمہ ہر کامِ تمجید کو بجھتے ہیں کنول  
 تیرا ہمتا تیرا ہمسرہ مقابل نہ بدل  
 بندہ تائب مسکین ہے نہایت بیکل

قصیدہ درجِ اعلیٰ حضرت قدرِ قدرت سکند  
 زمانِ رستم دورانِ اسطو وقتِ لکسج و تخت

# برجیش شیم حضور پر نور مظفر الملک سپہ سالار فتح جنگ میر محبوب علی شاہ دریا و شاہ کن خلد الملک و سلطنت

<p>اثر تیرگی نخت سیہ تر نہ گیا کوئی نقطہ خط پر کار سے باہر نہ گیا ستم گنبد بید نہ گیا پر نہ گیا لیکے کب نالہ شہگیر ہوا پر نہ گیا ہمارے تار نفس کب یہ کہو تر نہ گیا عزم سیر چین فکر خسور نہ گیا نہ گیا لطف تماشا ئے گل تر نہ گیا اگر ابھی زنگے میں اوج ملک پر نہ گیا</p>	<p>کیوں الہی مرے تقدیر کا چکر نہ گیا ایسا کچھ پہنچنے والے نے نہ دیکھنچا شکن ناصیہ دور زمانہ نہ مٹی دودا دھل دل پر سوز غریب تائب رہا باقی ہی رہا شور جرس کا غم سے سب گیا دل سے مری ساز سرت لیکن تھامے چشم کو پکا جو نظر بازی کا ولیں آیا کہ لکھوں مطلع حیرت نہ کوئی</p>
---	--

## مطلع

<p>آبرو کھو گدگاہیں بنیم سے گوم نہ گیا خلق سرور نہ گیا علامہ حبیب نہ گیا اس لئے سایہ الطاف ہمیں نہ گیا کوئی سائل تری درد سے کبھی بے زار نہ گیا لاکھ دولاکھ سے وہ کم کبھی لیک نہ گیا زندگی تک وہ کبھی غم نہ گیا</p>	<p>لال کب بجے تیرے سامنے تھک نہ گیا حفیض افضل سے تری دونوں ہی بچ نہ گیا محترم تو نے جو سادات کو بھیجنا شام ساغر جاہ و مناصب کو چھلکنا پا کر ایک پہنچ دس دس کی گنتی کیا ہو اگر کسی عالم دناہ کی ہوئی جہانی</p>
--	---

بعد مرئی کے بھی اولاد نے منصب پایا جسکو دربار میں تیرے ہوا اعزاز نصیب تالاب گورہا فرسید و ن باقی تیری شوکت سے بڑا شوکت دار کا فروغ تیری قسمت نے ہر اک شے کو برابر کھا تیری ترکیب عناصر میں ہو ترتیب نوال کیوں نہ ہو ہند میں تیری ہی کرم کا چچا	یہ وہ رتبہ تھا کہ مر مر کے بھی باہر نہ گیا عزل کے بعد بھی وہ منصب مقرر نہ گیا دوست کا وہ ہیں بھی ضحاک کا محض نہ گیا تیرے اقبال سے اقبال سکندر نہ گیا خوبی جم نہ گئی تیرے قیصر نہ گیا بدل حاتم تری ہمت کے برابر نہ گیا کون بگڑا ترے الطاف سے نہ گنگیا
--	--

### مطلع

مہر کب تیری سواری کے برابر نہ گیا کونے دن تیری کیون نے ہی دہانی مشتی نے تری زہرے کی کب لطف کیوں نہ کیجے تجھے پہلے فلک جھکا جھلک کب عطار و نہ بنامشی و دفتر تیرا نہوئی کتب کی مرکب کی صبا و تھپٹ کب ہوا باد بہاری کو پہ انداز نصیب شیر قالین بھی ہوا وقف ہوا شمشیر ہے نشانہ تری سب و ق کا صید و اما او کما نذر بچا کون تری پیکان سے	آگے آگے ترے کب ماہ نور نہ گیا آستانہ پر فلک کب تری جھک نہ گیا کب تری بام پہ ناپید سبک تر نہ گیا تجھ سے خوش ہو کے بھلا کونسا اختر نہ گیا کب تری تیغ سے مریخ سمٹ کر نہ گیا کب غبارِ سم تو سن تیرا فرزند نہ گیا فیل میوں ترا کب صورتِ صخر نہ گیا کس شیتان میں ترا جو خیر نہ گیا طاہر رنگ خالص کبھی چم نہ گیا تیرے رگ میں ترا صورتِ نشتر نہ گیا
---	--

<p>کہ ابھی برج سر اجانب بمب نہ گیا          کہ کبھی اس سے سر آں ہمیب نہ گیا          کیونکہ یہ تیری رضا سے کبھی باہر نہ گیا          جس سے محروم کوئی منسلق و ذریعہ گیا</p>	<p>ہاتھ محراب عبادت میں اٹھا بہر دُعا          یا الہی ترے محبوب کا محبوب ہو یہ          صد و سی سال تک صاحب اقبال ہے          تر ہے وہ بھی تری لطف کرم سے محرم</p>
---	---

### ایضاً

<p>جنون تے مجکو خشنے مثل گل کے چاکد لانی          نہیں ہو چرخ کی صورت کبھی مجکو تر آسانی          یہ زرین سائبان ہیں مجکو وہ تیرے سلیمانی          شعل طوق خرقہ سے چہرہ ہے نورانی          ملا ہے بوریہ کور تہ اور رنگ سلیمانی          خدا جانے مجھ پہاڑ نہ بہا شے بلع ضروانی          برقی ہے مود دیوا سے ہر وقت دیرانی          چراغ راہ بن جالت ہے ہر خون سلیمانی          چمن کے نزدیک ہے مجھ کو تو ہیں گل فشانہ          مقید نگاہ شہیق جیسے کوئی زندانی          سری نہیں پہلے پہلے ہر کشت ہم کی غلانی          بجلی آگ کے مول ایک دن آب پیکانی          کیا کرتی جو مشوق ازل کا یاد دہانی          پکنا کر قمر کی طبع سلیمانی</p>	<p>لباس فقر کے پردہ میں لکھتے جو عیانی          بنگلہ گدش کا گردوش میں گزرتی ہے          کبھی سر پہ گولے ہیں کبھی کانٹے پولوں کے          میں صحرای جنون کو وا دی ہیں سمجھتا ہوں          وہ ہم ہیں جب سے ترک حب دنیا دینی کردی          فضائے کو چور شکام کر آگے محفل میں          شکست رنگ طعنے نے یہ رنگ اپنا جایا ہے          اگر خوشی سامین باہر نکل جاتا ہوں تو کوئی          میری بے برگیان جس نے پہاڑ اپنا دکھائی          میری اماں سیئیں بند ہیں عجاذیں          میری افسردگی ہو خچر گل تے نہیں پاتا          اگر جی کو ہوس یوں ہی چکی دلع کشائی          خیال میر کا کیا ہو گداز غلانی میں          جس سانی جو کہ آستان مقصود کا</p>
---	---

زباج حوصلے میرے خوان تو کل ہے  
 کچا ہوا ڈیو ایمین کا نقشہ میری نظروں میں  
 کسی کا آفتاب داغ الفت کیا عیان چکا  
 نہیں ہے قدر میرے سامنے کچھ سلوٹھ کی  
 نظر پڑ جاتی ہے جسم حینان منہ کو پر  
 سمجھتا ہوں گلیم فقر کو میں بس سلطانی  
 بنایا ہے خدا نے دل سیرا گھینہ الفت  
 ملاست کہ مروت گستا نہیں ایشا روکتے  
 حدیث مصطفیٰ ہے دھن چمائیہ کوثر  
 میرے نور یقین ہے شبستانِ جان و شن  
 کیا کرتا ہے صید اکثر غلمان معانی کو  
 مری اشعار گو میرا پر ہے فخر عالم کو  
 بھڑک اٹھتا ہے جو سنتا ہے مری نظم و کلام کو  
 تصویر میں نے

کمری بال بچائے رحمت پرداز گسائی  
 نظر آتا ہے کیا کیا جلوہ انوار یزدانی  
 سر شکل خط بیضا ہے خط چاک گریبان  
 میری پہلو میں ہے تھو و شیشہ دل عام عریانی  
 بچا لیتی ہے مجھ کو الفت ارباب عرفانی  
 گستا ہوں ہمیشہ گو ہر اسرار قرآنی  
 مری نظر نہیں ہے شکل بدیہی علم یونانی  
 ڈھلکتے سری آنکھوں میں کیا کیا درحمانی  
 زبان ترمری ہے موج بحر فقہ لغمانی  
 برنگ شمع کا فوری سرا پا دل ہے نورانی  
 فی خاصہ میل ہے یا کوئی شیر نشینیانی  
 مری طبع رسا پناز کرتی ہے خمدانی



ہنگام پہ پہنچے ستا پور عجب مطلع  
 جھلکے جھوروی شد پہ نور پاک نیردانی  
 سحر کر لیا دم میں سپر یزاد معانی کو  
 اگر چاہیں سلاطین چہاں پیر شرف حاصل  
 تو مے کیا چوں شمع روشن شد دل کو  
 درخت از و منہ این عالم تازگی الیا  
 دہن قفل معنی ہر دہن نجات احسان  
 یہاں کہ ز دل تر نشہ نشہ تیرگی میں  
 ہیں تہا و لگا سیراب لکھ نطف پرور  
 سمجھ کھا ہوا کہ نہ ہو نہ لگا نچہ دریا  
 ترا آوازہ داد و دیش مجا و دکن لایا  
 گمیاں و چنناؤنی کا زکری کیا ہے

کہ سننے سے بھر گئے لمحہ میں رخ خاقانی  
 دل قدس بنا آئینہ سدرار ربانی  
 سویدانی دل سلطان بنامہر سلطانی  
 کہو فغفور خاقان کو کریں شہ کی ربانی  
 تعالٰیٰ کیا ہی چہرہ زیبا ہے خدائی  
 سب کا ابر کرم کی طرح دے وہ ظل سبحانی  
 تر بان مشتاق باب مخزن آیات قرآنی  
 کہ شل آب گوہر ہو گیا ششک آنکھ کا پانی  
 اوہ ہر مہی بارش ابر کرم اسے بحر ثمانی  
 دکھائیگا مراد امن بہا مریح طوفانی  
 کیا ترک وطن مینے بصد در دویشانی  
 گوارا کی مال دین میں یہ سختی و حیرانی  
 ابھی سے کیا ضرورت ہے جو کوہ و در پانی

۱۱۰ مار قح شاخانی

یہ کتاب کی متناہوی تیری درگاہ عالی میں	اللہ اسارتِ جبکہ
رہیں جبکہ فلکِ قطبِ نوساکنِ مساکت	رہی جبکہ شانِ کعبہ
منہ انجمِ فلکِ شمعِ سانِ جبکہ میں روشن	رہی خوشیدِ عالمِ تاب میں
در شہوارِ جبکہ نیرِ سراجِ شاماں ہو	رہی جبکہ سلاطینِ جہاں
گلِ گل کا گلشنِ ایجا میں جبکہ رہے جوین	رہیں جبکہ نمِ زیرِ مرغان
سیطانِ چرخِ تختِ جوانِ دولت رہی زندہ	اگر شاہی میں اپو مخلصِ مسکین کی نذر

### خاتمۃ الطبع

جدول خلاصہ تواریخ سلاطین روم تا عہد سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملک

نمبر	اس کے سلاطین	سنہ ولادت	سنہ طویل	سلطنت	عمر	سنہ
۱	سلطان عثمان خان اول	۶۸۶	۶۹۹	۳۰	۶۹	۲۶
	سلطان اردخان	۶۸۶	۶۹۹	۳۵	۷۵	۶۱
	سلطان احمد اول	۶۹۹	۷۱۱	۳۱	۷۵	۶۱
	سلطان مراد اول	۷۱۱	۷۲۴	۱۳	۴۲	۸۰

طین	سنه ولاد	سنه منتهی	سلطنت	دیرت عمر
ن اول	۱۰۰۰	۱۰۲۶	۳۶	۱۱
خان ثانی	۱۰۳۳	۱۰۴۶	۱۳	۱۰۳۱
خان رابع	۱۰۲۸	۱۰۳۲	۴	۱۰۴۹
میر خان اول	۱۰۲۳	۱۰۳۹	۱۶	۱۰۵۸
میر خان رابع	۱۰۵۱	۱۰۵۸	۷	۱۱۰۳
سلطان سلیمان خان ثانی	۱۰۵۲	۱۰۹۹	۴۷	۱۱۰۳
سلطان احمد خان ثانی	۱۰۶۲	۱۱۰۳	۴۱	۱۱۰۶
سلطان مصطفی خان ثانی	۱۰۶۳	۱۱۰۶	۴۳	۱۱۱۲
سلطان احمد خان ثالث	۱۰۸۳	۱۱۰۵	۲۲	۱۱۰۹
سلطان محمود خان اول	۱۰۹۸	۱۱۲۳	۲۵	۱۱۶۸
سلطان عثمان خان ثالث	۱۱۱۲	۱۱۶۸	۵۶	۱۱۶۸
سلطان مصطفی خان ثالث	۱۱۲۹	۱۱۶۸	۳۹	۱۱۶۸
سلطان عبد الحمید خان اول	۱۱۶۸	۱۱۸۸	۲۰	۱۱۶۸
سلطان محمد خان ثالث	۱۱۸۵	۱۱۸۵	۰	۱۱۸۵